بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلاسل الذہب

مؤلفہ : محمد صدیق فانی

ناشر
محمد اسحاق چشتی جنرل سیکرٹری
تنظیم فضلاء غوثیہ جامع العلوم خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ

(سفیان بن عیینہ علیہ الرحمۃ م ۱۹۸ھ)

سلاسل الذہب

مؤلفہ: محمد صدیق فانی

ناشر: **محمد اسحاق چشتی** جنرل سیکرٹری

تنظیم فضلاء غوثیہ جامع العلوم خانیوال

تقریظ

وکیلِ احناف مولانا ابوعمر محمد شوکت علی سیالوی مدظلہ

مدرس غوثیہ جامع العلوم خانیوال

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترم محمد صدیق صاحب فانی نے "سلاسل الذہب" تالیف فرما کر تعلیم یافتہ طبقہ اور خصوصاً درس نظامی کے طلبہ پر ایک احسان کیا ہے تاکہ وہ محدثین کرام کے حالات و آثار پڑھ کر اُن کی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کر سکیں، زیرِ نظر اوراق میں حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم و شیخ الحدیث والتفسیر مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال کے سلسلۂ اسنادِ حدیث کو بڑے شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

قبلہ مفتی صاحب ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں جو کہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور اپنی علمی خدمات، حسن و سلوک، شفقت و محبت، اور خلوص و للہیت کی بنا پر یادگارِ اسلاف بھی ہیں۔

ربّ ذوالجلال محترم فانی صاحب، اور مولانا محمد اسحاق صاحب چشتی کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے کتاب ہذا کو شائع کر کے قبلہ مفتی صاحب سے اپنی والہانہ اُلفت و محبت کا ثبوت دیا ہے۔

الراقم

ابوعمر محمد شوکت علی سیالوی غفرلہٗ

۳ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء

باب ۱

سلسلۃ الذہب

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی تا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۶ھ)

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد بن حاجی ولی الرحمٰن رضوی مدظلہ

موصوف ۱۹۴۸ء میں خانیوال کے ایک مضافاتی گاؤں 12/8-H میں پیدا ہوئے اور گاؤں میں ہی قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم حاصل کی، پھر پاکستان کے مختلف دینی مدارس:

مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال
مدرسہ شوکت الاسلام خانیوال
مدرسہ اشرف المدارس اوکاڑہ
مدرسہ احیاء العلوم بورے والہ
دار العلوم محمودیہ پپلاں (میانوالی)
مدرسہ غوثیہ رضویہ سکھر

وغیرہ میں درس نظامی کی تعلیم درج ذیل اساتذہ کرام سے حاصل کی۔

مولانا محمد شفیع علیہ الرحمۃ خانیوال
مولانا منظور احمد صاحب نواں جنڈاں والی (میانوالی)
مولانا قاضی نور احمد صاحب پپلاں (میانوالی)
مولانا احمد یار صاحب اوکاڑہ
مولانا محمد حسین صاحب شوقؔ علیہ الرحمۃ پپلاں (میانوالی)

۱۹۶۶ء میں جامعہ رضویہ فیصل آباد میں مولانا غلام رسول صاحب رضوی سے دورۂ حدیث پڑھا اور سند حدیث حاصل کی۔

محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار قادری رضوی چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد صاحبزادہ فضل احمد (م ۱۹۹۸ء) علیہ الرحمۃ نے آپکو سلسلہ قادریہ چشتیہ کا خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ کچھ عرصہ

عارف باللہ حافظ محمد شفیع صاحب شہید کے (چشتیاں) کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی خلافت سے نوازے گئے۔

آپ نے درس و تدریس کا آغاز مدرسہ نور المدارس چشتیاں شریف سے کیا اور باحسن طریقہ سے اس فرائض کو سرانجام دیا۔ تشنگانِ علوم نے دور دراز علاقوں سے آکر آپ سے علمی استفادہ کیا۔ ۶ سال تک اس مدرسہ میں آپ نے قیام کیا۔

چشتیاں شریف سے کچہ کھوہ (خانیوال) تشریف لائے اور مرکزی جامع مسجد اہلسنت میں قائم شدہ مدرسہ معراج العلوم میں درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ سات سال تک طلباء کی علمی پیاس بجھاتے رہے اور محکمہ اوقاف کی طرف سے مسجد کی امامت و خطابت کا فریضہ بھی ادا کرتے رہے۔

۱۹۷۹ء میں محکمہ اوقاف کی طرف سے آپ کا تبادلہ مرکزی جامع مسجد اہلسنت خانیوال میں ہوا۔ اور مدرسہ غوثیہ جامع العلوم کی انتظامیہ نے متفقہ طور پر آپکو مدرسہ ہذا کا مہتمم بنا دیا، آپ کے خلوص، محنت و کاوش اور ذاتی لگاؤ کا ثمرہ ہے کہ مدرسہ غوثیہ ترقی کی منازل کی طرف رواں دواں ہے اس کا شمار ملک کے مشہور دینی مدارس اہلسنت میں ہوتا ہے۔ چند سالوں سے مدرسہ غوثیہ للبنات کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔

غرضیکہ قبلہ مفتی صاحب اشاعتِ اسلام اور مذہبِ حقہ اہلسنت کی کی ترویج و اشاعت کے لیے شب و روز کوشاں ہیں۔ ربّ ذوالجلال ان کا سایہ ہم پر قائم و دائم رکھے اور اس چمنستانِ علم و فضل سے قال اللہ و قال الرسول کی مسحور کن صدائیں ہمیشہ بلند ہوتی رہیں۔

آمین

بجاہِ امام المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

مشہور تلامذہ کے اسمائے گرامی

۱ :۔ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب چشتی، مدرس، مناظر، خطیب، مصنف

۲ :۔ مولانا مشتاق احمد فیضی لاہور : خطیب ۱۱ مولانا قاری محمد صفدر سعیدی کبیر والہ مدرس خطیب ٹیچر مصنف

۳ :۔ حضرت مولانا قاضی دیاج صاحب وہاڑی : خطیب

۴ :۔ حضرت مولانا قاری نذیر احمد صاحب سعیدی : مدرس، عربی ٹیچر

۵ :۔ مولانا ابو عمر محمد شوکت علی سیالوی : مفتی، خطیب، مناظر، مدرس مصنف

۶ :۔ حضرت مولانا قاری منشا احمد صاحب عربی ٹیچر، خطیب

۷ :۔ حضرت مولانا فضل رسول صاحب : مدرس مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

۸ :۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب : مدرس، خطیب کرم پور

۹ :۔ حضرت مولانا علی شیر صاحب بوریوالہ : مدرس

۱۰ : حضرت مولانا غلام یسین صاحب پاکپتنی : ٹیچر، خطیب

۱۱ :۔ حضرت مولانا محمد اسحاق چشتی صاحب خانیوال : خطیب، ٹیچر

۱۲ :۔ حضرت مولانا محمد حیات قادری : بورے والہ : مدرس

۱۳ :۔ حضرت مولانا محمد عمر حیات لاہور : خطیب

۱۴ :۔ مولانا محمد اصغر علی صاحب رضوی خانیوال : مدرس، خطیب

۱۵ :۔ حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب خانیوال : خطیب

۱۶ :۔ مولانا محمد شریف صاحب بہاول نگر : ٹیچر، خطیب

۱۷ :۔ حضرت مولانا ریاض احمد صاحب قمری : خطیب کینٹ

۱۸ :۔ حضرت قبلہ مجاہد اقبال صاحب برطانیہ

۱۹ :۔ حضرت قبلہ محمد طاہر اطہر صاحب : مدینہ شریف

۲۰ :۔ حافظ محمد شکیل صاحب (سعودی عرب) ۲۱ : مولانا فلک شیر بوریوالہ : مدرس

۲۲ :۔ مولانا غلام رسول صاحب : ٹیچر، خطیب خانیوال ۲۳ : مولانا عبدالخالق صاحب لاہور : خطیب

۲۴ :۔ مولانا عبدالخالق صاحب خطیب جنگل مڑیالہ ۲۵ : مولانا محمد طارق صاحب ملتان خطیب

۲۶ :۔ مولانا اللہ بخش صاحب خانیوال : ٹیچر، خطیب ۲۷ : مولانا محمد طیب خانیوال ٹیچر، خطیب

۲۸ : مولانا محمود احمد باروی خانیوال : خطیب، ٹیچر ۲۹ : مولانا امان اللہ : مدرس خطیب

مولانا ابُوالحبیب غلام رسُول صاحب رضوی دامت برکاتہم

موصوف امرتسر (بھارت) کے ایک گاؤں میں ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی پیر نبی بخش تھا۔ پیشہ زمینداری تھا۔ اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے دیکھنے کے متمنّی تھے۔ انگریزی تعلیم مڈل تک حاصل کی۔ قرآن کریم اور صرف و نحو، اصول و فقہ کی ابتدائی کتب متوسطہ تک مدرسہ نعمانیہ واقعہ مسجد خیر الدین امرتسر میں پڑھیں۔ پھر ۱۹۳۵ء میں جامعہ فتحیہ اچھرہ (لاہور) میں داخل ہوئے، یہاں آپ نے علامۃ الدہر مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے "حمداللہ" تک تعلیم حاصل کی، پھر بریلی (بھارت) کے دیوبندی دار العلوم میں داخلہ لیا۔ اور تکمیل علوم دینیہ کی۔ دیوبندی علماء کی شاگردی نے آپکو اعتقادی طور پر دیوبندی نظریات کا حامی بنا دیا تھا۔ مگر بریلی میں ہی مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ کی علمی مجلس نے آپکو متأثر کیا۔ مولانا سردار احمد شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ (فیصل آبادی) جو ان دنوں منظر الاسلام بریلی کے صدر مدرس تھے کی صحبت میں بیٹھے۔ دیوبندی عقائد سے تائب ہوئے۔ دوبارہ دورۂ حدیث کیا۔ اسباق کے دَوران اپنی علمی استفسارات سے اساتذہ کرام کو اپنی ذہانت کا معترف کرایا۔ مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں نور اللہ مرقدہٗ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ کچھ عرصہ اجمیر شریف قیام کیا۔ تقسیمِ مُلک کے بعد پاکستان آئے اور ہارون آباد قیام کیا۔

۱۹۵۱ء میں "حزب الاحناف" لاہور میں مدرس ہوئے۔

۱۹۵۲ء میں "دار العلوم فریدیہ" بصیر پور میں صدر مدرس ہوئے۔

۱۹۵۳ء میں "شرق پور" (شیخوپورہ) میں درس میاں صاحب کے صدر مدرس بنے اور تدریس میں نام پیدا کیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کے حکم سے لاہور میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی اور اس کے مہتمم اور بانی قرار دیئے گئے۔ ۱۹۶۰ء میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے وصال کے بعد لاہور سے فیصل آباد آئے اور آپ کے دار العلوم جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ تاہنوز اسی دار العلوم میں دینی علوم کی تدریس میں مشغول ہیں۔

تصانیف

تفہیم البخاری: اُردو زبان میں بخاری شریف کی مختصر اور جامع شرح۔

حاشیہ مسلم الثبوت

جواہر البحار، علامہ یوسف نبہانی[2] نور اللہ مرقدہٗ کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اُردو ترجمہ۔[1]

---

[1] تذکرہ علماء اہلسنّت وجماعت لاہور از پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ص ۳۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۵ء

الیواقیت المہریہ از مولانا غلام مہر علی گولڑوی ص۸۶ طبع چشتیاں (بہاول نگر)

[2] الشیخ ابو المحاسن یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی، فلسطین کے شمال میں واقع قصبہ "اجزم" میں جمعرات کے دن ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۵ھ میں جب آپ دس سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپکو قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے مصر بھیج دیا۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد ۱۲۸۲ھ میں آپ جامعہ ازہر (قاہرہ) میں داخل ہوئے۔ ۱۲۸۹ھ تک تعلیم میں مصروف رہے۔ اور اس عرصہ میں بہت سے جید علماء کرام سے استفادہ کیا۔

۱۳۵۰ھ میں بیروت (لبنان) میں انتقال ہوا، اور قصبہ اجزم میں دفن ہوئے۔ تقریباً ۶۲ کتابیں (یعنی تصانیف) یادگار چھوڑیں۔

نابغہ فلسطین از خلیل احمد رانا

طبع لاہور، ۱۹۹۵ء

مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ

۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا، ایف اے کی تیاری کے لیے لاہور تشریف لاتے۔ دیال سنگھ کالج میں داخلہ لے لیا، اور حصولِ تعلیم کے لیے لاہور میں اقامت اختیار کرلی۔

انٹر کا دوسرا سال تھا، دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس میں برصغیر کے بے شمار فضلاء واکابر اہلِ سنت تشریف لائے، انہی آنیوالوں میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں فاضل بریلوی سجادہ نشین، امامِ اہلِ سنت اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے۔ حضرت شیخ الحدیث، حجۃ الاسلام کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم کو خیر باد کہہ کر عازم بریلی ہو گئے اور دارالعلوم منظر اسلام کے معزز اساتذہ کرام سے ابتدائی کتب صرف نحو اور فقہ و ادب شروع کیں۔ ان اساتذہ میں صرف دارالعلوم ہذا کے مدرسین ہی نہ تھے بلکہ خود شاہزادگان حضرت حجۃ الاسلام اور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کی خاص شفقت و کرم نوازی حصولِ علم کے لیے مشعل راہ تھی۔ آٹھ سال تک صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی مصنف "بہارِ شریعت"، کی خدمت میں رہ کر جامعہ معینیہ اجمیر شریف سے سندِ فراغت حاصل کی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق چشتی کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے اور سلسلہ قادریہ میں حجۃ الاسلام سے بھی فیضیاب ہوئے۔ حجۃ الاسلام کے علاوہ مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے بھی سند حدیث حاصل تھی۔ تکمیل علوم کے بعد ۵ سال تک جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں تشنگانِ علوم کو سیراب کیا، پھر جامعہ رضویہ منظہر اسلام بریلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور علوم حدیث کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس

دور میں بے شمار اہلِ علم نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

قیام بریلی کے دوران حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قدس سرہٗ نے مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور احمد نعمانی سے رسالہ حفظ الایمان (از مولوی اشرف علی تھانوی)، کی مشہور گستاخانہ عبارت پر ۲۰ محرم ۱۳۵۴ھ/ ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء کو کامیاب مناظرہ کیا۔ یہ مناظرہ چار دن جاری رہا اور فریق مخالف کو شکست فاش ہوئی، چوتھے دن مولوی منظور احمد نعمانی نے بیبا کی انتہا کردی، اور کہا:-

"میں فاتحہ کو بدعت کہتا ہوں اور محرم کی سبیل لگانے اور محرم میں دُودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں اور اس وجہ سے میں کمبخت ہوں تو میں ایسا کم بخت ہی اچھا ہوں، میں بھی مرتا ہوں، میرے آقا محمد رسول اللہ بھی ہو کا مرا کرتے تھے جو حشر میرا دُہ ان کا۔"

قیام پاکستان کے بعد چند دن بمقام سارو کی میں ٹھہرے۔ پھر فیصل آباد تشریف لاکر "جامعہ رضویہ منظہر اسلام"، کی بنیاد رکھی اور درس دینا شروع کیا درس کو وہ شہرت حاصل ہوئی، کہ ہندوستان سے باذوق طلباء آکر درس میں شریک ہوئے۔

۱۳۸۲ھ میں کراچی میں انتقال فرمایا اور یوں یہ آفتاب علم وفضل تقریباً ۶۰ برس اپنے جلوؤں سے عالم اسلام کو منور کرکے ہماری نگاہوں سے روپوش ہوگیا۔

نماز جنازہ میں تقریباً ۲ لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی اور آپکی وصیت کے مطابق آپکو سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار کے متصل سپرد خاک کر دیا گیا۔

جنازے پر ہزاروں افراد نے ایک نور کو سایہ کناں دیکھا۔ یہ حضرت شیخ الحدیث کی مقبولِ بارگاہ الٰہی و رسالت پناہی کی روشن دلیل ہے۔ نماز جنازہ پڑھانے کا شرف علامہ عبد المصطفیٰ الازہری الامجدی علیہ الرحمۃ کو حاصل ہوا۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث مرشدِ طریقت بھی تھے ہزارہا افراد آپ سے داخلِ سلسلہ عالیہ قادریہ ہوتے۔

تاریخ وفات   یا مجیب اغفرلہٗ
١٣٨٢ھ

تلامذہ

آپ کے سینکڑوں تلامذہ کا شمار کرنا مشکل ہے چند ممتاز تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

مولانا غلام رسول صاحب مدظلہٗ، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد
علامہ عبدالمصطفٰے ازہری امجدی علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی
مولانا وقارالدین علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی
مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہٗ، (ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ لاہور)
مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی دامت برکاتہم العالیہ
مولانا مفتی شریف الحق امجدی مدظلہٗ (انڈیا)
مولانا محمد صابر نسیم القادری (انڈیا)
مولانا مفتی مجیب الاسلام اعظمی (انڈیا)
مولانا عبدالرشید جھنگوی مدظلہٗ العالی
مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف (سرگودھا)
مولانا علامہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ واں بھچراں (میانوالی)
مولانا سید جلال الدین مشہدی علیہ الرحمۃ بھکھی شریف (گجرات)
مولانا معین الدین شافعی مدظلہٗ ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ فیصل آباد
مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر (افریقہ)
مولانا عبدالقادر شہید علیہ الرحمۃ فیصل آبادی
مولانا محمد شریف ملتانی سابق شیخ الحدیث مظہر العلوم ملتان

مولانا سید زاہد علی شاہ علیہ الرحمۃ بانی جامعہ رضویہ نوریہ فیصل آباد
مولانا سید منصور شاہ صاحب فیصل آباد
مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاولپور
مشہور مناظر مولانا محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سانگلہ ہل
مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی جہانیاں منڈی (خانیوال)
مولانا عبدالکریم صاحب خانقاہ ڈوگراں
مولانا مفتی محمد حسین صاحب رضوی سکھر
مولانا مفتی محمد امین، مہتمم مدرسہ امینیہ فیصل آباد
مولانا احسان الحق علیہ الرحمۃ فیصل آباد
مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہٗ، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ راولپنڈی
مولانا معراج الاسلام، شیخ الحدیث منہاج القرآن لاہور
مولانا منظور حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آبادی
مولانا عبدالرشید صاحب رضوی سمندری (فیصل آباد)
مولانا منظور احمد (میانوالی) سابق شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ کہروڑ پکا
مشہور مدرس مولانا محمد عبداللہ سرگودھوی
مولانا محمد نواز صاحب کنڈیاں (میانوالی) لے

---

(١) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ ١٩٦٣ء
(٢) ماہنامہ "السعید" ملتان ١٩٦٣ء
(٣) تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد کانپوری طبع پاکستان
(٤) روئیداد مناظرہ بریلی، طبع لاہور
(٥) تذکرہ اکابر اہلسنت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری، طبع لاہور
محدث اعظم پاکستان حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی تعلیم و تربیت کا شاہکار تھے جنہوں نے پاکستان میں فکری انقلاب برپا کیا الخ (ڈاکٹر محمد مسعود احمد) (خلفائے اعلیٰحضرت ص ٥٩، طبع لاہور ١٩٩٨ء)

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ

موصوف ۱۲۹۲ھ کو ہندوستان کے مشہور شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ علوم اسلامیہ کی تمام کتب متداولہ معقول و منقول، تفسیر و حدیث، فقہ و اصول فقہ اور دیگر تمام فنون والد ماجد مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ سے پڑھے۔

اصولِ فقہ، منطق و فلسفہ اور ریاضی میں یدِطولیٰ رکھتے تھے، بیضاوی شریف کے علاوہ شرح عقائد اور شرح چغمینی کا درس نہایت مشہور تھا۔ بڑے بڑے علماء تفسیر بیضاوی اور درمختار کا درس آپ سے لیتے تھے۔

حضرت مخدوم شاہ ابوالحسن نوری مارہروی قدس سرہٗ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے اور آپ سے خلافت و اجازت کا شرف حاصل تھا، نیز والد گرامی امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے رؤیا صادقہ اور استخارہ کے بعد آپکو اپنا جانشین مقرر فرمایا، چنانچہ آپ نے اس قادری رضوی فیض کو عام کیا۔

فیصلہ کُن مناظرہ

لاہور انجمن حزب الاحناف کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر دیوبندیوں نے اپنی روش کے مطابق شور و غُل مچایا اور اُنہوں نے پیشہ ور مناظر مولوی منظور احمد سنبھلی، ابوالوفا شاہجہان پوری اور مولوی احمد علی شیرانوالے وغیرہم کو بُلا کر کہا گیا کہ دیوبندی اور بریلوی اختلاف کی وسیع خلیج کو ہمیشہ ختم کرنے کے لیے ایک فیصلہ کُن مناظرہ کیا جائے۔ سُنیوں نے کہا اس کی صورت یہ ہو کہ مولوی اشرفعلی تھانوی جو کہ آپ کے مسلّم بزرگ ہیں اور ان کی تصنیف "حفظ الایمان" کی کفریہ عبارت مابہ النزاع ہے وہی اپنی اس عبارت کی پوری وضاحت کرسکتے ہیں انہیں میدان مناظرہ میں لاجائے وہ جس بریلوی عالم کو پسند کریں ہمارا مناظر ہوگا۔

ہندوستان بھر میں اہلسنت والجماعت کا واحد ہفتہ وار آرگن

ہوالکل — یامعین

فمال ھؤلاء القوم لایکادون یفقہون حدیثا

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

ہفتہ وار

اخبار

الفقیہ امرتسر

ایڈیٹر:- حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد

شرح چندہ

سالانہ چندہ چار روپے (للعہ)

ششماہی دو روپے آٹھ آنے (عہ۸)

سالانہ بذریعہ وی۔ پی چار روپے ۵ر (للعہ۵ر)

ششماہی " دو روپے ۱۲ر (عہ۱۲ر)

اغراض و مقاصد

۱- اہل اسلام کی عموماً اور احناف کی خصوصاً حمایت کرنا۔

۲- فرقہ ہائے ضالہ جدیدہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا۔

۳- اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت کرنا۔

۴- گورنمنٹ اور رعایا کے باہمی حقوق کی نگہداشت۔

تاریخ اجرائے الفقیہ ۷- جولائی ۱۹۱۸ء

جلد ۱۷ | امرتسر ۵/۱۲ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۱/۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء بروز یکشنبہ | نمبر ۳/۴

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی نے میدان مناظرہ میں تشریف لانے کا اعلان فرما دیا

حضرت ۱۵ شوال کو مناظرہ کیلئے خود لاہور تشریف لائینگے۔ وہابیہ دیوبندیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کو کسی طرح میدان مناظرہ میں ضرور لے آویں

تھانوی کے نام حضرت حجۃ الاسلام کا مقدس پیغام!

بخدمت مبیع المذاہب جناب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی ھداکم المولیٰ تعالیٰ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ انجمن حزب الاحناف لاہور کے جلسہ کے موقع پر وہابیہ نے مناظرہ کی آمادگی کے لئے اعلان شائع کئے۔ وقت پر مناظرہ ملتوی کرایا۔ اور مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری اور مولوی منظور سنبھلی وغیرہ کے اتفاق سے میرا آپ کا مناظرہ طے کیا، وہ قرار دیا کہ فریقین میں جو نہ آئے یا اپنا وکیل مجاز نہ بھیجے اسکی جماعت اس سے قطع تعلق کریگی اور اسکو بر سر غلطی تسلیم کریگی۔ میں بفضل اللہ تعالیٰ اس مناظرہ کو قبول کرتا ہوں۔ تاریخ مناظرہ یعنی چہارشنبہ ۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء کو باذنہ تعالیٰ خود لاہور میں موجود ہونگا۔ وہ اگر وکیل کو اجازت دینا مناسب خیال کرونگا تو کسی شخص کو مجمع کے روبرو اپنی زبان سے وکیل بنا دونگا اور اپنا مجاز و ماذون کردونگا۔ اس موقع پر آپ ضرور پہنچیں انشاء المولیٰ تعالیٰ ہندوستان کی خانہ جنگیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ گفتگو نہایت متانت سے کیجائیگی۔ اگر آپکو خود مناظرہ کرنے میں قدرے تبیح ہو اور شرعاً اس مناظرہ نفرد اسلام میں توکیل کی وجہ صحت رکھتے ہوں تب بھی آپ تاریخ مذکور پر لاہور ضرور پہنچیں اور مجمع کے روبرو اپنی زبان سے اپنے کسی معتمد کو وکیل بنا دیں اور اسکو ماذون و مجاز و اپنا قائم مقام تسلیم۔ لیس یا ہم سے ہمارے معتمد اشخاص طلب کرکے انکے سامنے وکالت نامہ پر دستخط کریں اور وکیل کو ماذون مطلق بنا دیں ہمارے نزدیک اس کے سوا توکیل کی کوئی اور اطمینان بخش صورت نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک مناظرہ کیلئے ثالث کی ضرورت ہو تو جنکو آپ اسکا اہل سمجھیں انکے نام شائع کر دیں اگر مجھے ان میں سے کسی پر اعتماد ہو تو میں بھی اس کے متعلق رائے دیدونگا۔ اور فریقین کا ایک ہی ثالث ہو جائیگا ورنہ میں اپنا ثالث نامزد کردونگا۔ اسطرح ثالثوں کی ایک جماعت باہم ملکر فیصلہ کریگی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ فقط ۶ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ یوم الاثنین ۲۲ جنوری ۱۹۳۴ء فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ خادم سجادہ وگدائے آستانہ رضویہ۔ بریلی۔

اطلاع:- یہ مضمون بروز دوشنبہ ۶ شوال ۱۳۵۲ھ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کو بذریعہ رجسٹری بھیجدیا گیا۔ مسلمانان اہلسنت ۱۵ شوال کو خصوصیت سے یاد رکھیں۔ اور خلوص قلب و صدق دل سے دعا کریں کہ مولوی تھانوی صاحب اس مناظرہ میں ضرور آجائیں۔ اگر وہ آگئے تو انشاء المولیٰ تعالیٰ روزانہ کی خانہ جنگیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اگر انہوں نے خود آکر مناظرہ بھی نہ کیا اور اطمینان بخش طریقہ پر اپنے کسی معتمد کو اپنا وکیل مطلق بھی نہ بنایا تو حسب قرارداد فریقین مولوی تھانوی صاحب کا فرار ہوگا اور ان کا نام گروہ ان سے قطع تعلق کرکے انکو کیسر چھوڑ دیگا۔ اور ان کو غلطی و گمراہی پر تسلیم کریگا۔ اور پھر وہابی دیوبندی گروہ میں سے آیندہ کسی شخص کو مناظرہ کا نام لینے کا حق نہ ہوگا۔ اے حق کے مالک حق واضح کو واضح تر فرما۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق، وانت خیر الفاتحین!

(فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی غفرلہ۔ محلہ بھورے خان۔ پیلی بھیت)

کافی دیر سوچنے اور سرگوشیاں کرنے کے بعد جواب دیا کہ ہم تھانوی صاحب کو لائیں گے بشرطیکہ تمہارے مناظر مولانا حامد رضا خاں ہوں۔ علماءِ اہلِ سُنّت نے فوراً اس شرط کو قبول کر کے تحریر کرنے کو کہا، تو راہِ فرار تلاش کرتے ہوئے مولوی منظور احمد سنبھلی نے کہا کہ تھانوی صاحب بیمار ہیں، معالج اتنی دُور آنے کی اجازت نہ دیں گے۔ مولانا حشمت علی خاں نے فرمایا کہ مولانا حامد رضا خاں مدظلہٗ کو ہم لائیں گے اور تمہاری طرف سے تھانوی صاحب آئیں یا وہ اپنا کوئی وکیل بھیجیں، جسے اپنی مہر اور دستخط کر کے تحریر لکھ دیں کہ اس کی ہار جیت میری ہار جیت ہوگی۔ اس کے عاجز ہونے پر میں اپنے کفر سے تائب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جانبین سے تحریر لکھی گئی اور ۱۵ر شوال ۱۳۵۲ھ کا دن گفتگو کے لیے مقرر ہوا۔ چنانچہ وقتِ مقررہ پر مقتدر علماء اہلسنّت مولانا شاہ علی حسین کچھوچھوی، مولانا نعیم الدین، مراد آبادی، پیر سید صدر الدین مُلتانی اور مولانا محمد شریف محدثِ کوٹلوی وغیرہم کی معیت میں مولانا حامد رضا بریلوی پوری شان وشوکت کے ساتھ لاہور تشریف لائے اور میدانِ مناظرہ میں ضیا پاش ہوئے مگر دیوبندیوں کی طرف سے نہ تو تھانوی صاحب آئے نہ ان کا کوئی وکیل آیا، کاش! وُہ آجاتے تو اختلاف ختم ہو جاتا۔

حجۃ الاسلام اپنے عہد کے عظیم مفکر و مدبر اور مصلح ومبلغ تھے انہوں نے "الصارم الربانی" لکھ کر ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء میں قادیانی تحریک کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کیا جس کا اختتام ۳۰ر جون ۱۹۷۷ء کو ہُوا جب قادیانیوں کو غیر مُسلم قرار دے دیا گیا۔

مولانا حامد رضا خاں بریلوی کا وصال ۱۷ر جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف میں عشاء کی نماز کے دوران تشہد میں ہُوا۔ محدّث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ [۱]

---

[۱] خلفائے اعلیٰ حضرت طبع لاہور، "تذکرہ علماءِ اہلسنّت از محمود احمد کانپوری، "تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور، از مولانا عبد المجتبیٰ رضوی۔

اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

١٠ شوال ١٢٧٢ھ / ١٤ جون ١٨٥٦ء میں شہر بریلی (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

اردو فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ نے مولانا غلام قادر بیگ ولد حسن جان بیگ (م ١٣٣٦ھ / ١٩١٧ء) سے پڑھیں، پھر تمام دینیات کی تعلیم اور جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد امام المتکلمین حضرت الشاہ نقی علی خاں قدس سرہٗ سے مکمل کئے ان کے علاوہ درج ذیل اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا۔

حضرت مولانا عبدالعلی رامپوری (م ١٣٠٣ھ)
حضرت مولانا شاہ ابوالحسن نوری مارہروی (م ١٣٢٤ھ)
حضرت مولانا شاہ آل رسول مارہروی (م ١٢٩٦ھ)
شیخ احمد بن زین دحلان مکی مفتی شافعیہ (م ١٣٠٤ھ)
شیخ عبدالرحمٰن مکی مفتی حنفیہ (م ١٣٠١ھ)
شیخ حسین بن صالح امام شافعیہ (م ١٣٠٢ھ)

١٢٩٤ھ / ١٨٧٧ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں اور تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی (م ١٩٠١ء) کے ہمراہ شاہ آلِ رسول مارہروی نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے بیعت ہوئے اور تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اور سندِ حدیث حاصل کی۔

تمام عمر درس و تدریس اور گم گشتگانِ راہ کی تعلیم و تربیت اور اصلاح میں بسر کی۔ ١٣١١ھ کے پیدا شدہ "فتنہ ندوہ" کا مقابلہ کیا اور فتنہ تفضیلیت کے انسداد میں سعیٔ بلیغ فرمائی، تحریک خلافت کی غیر اسلامی روش پر تنقید کی، قادیانیت کے بڑھتے ہوئے کفری اثرات کو روکا۔ تصوّف کی غلط ترجمانی پر ضرب کاری لگائی۔ ترکِ تقلید کی وباءِ عام کا سدِّباب کیا۔ اور دیو بندیت کی طاغوتی قوّت کو پوری طاقتِ ایمانی سے روکا۔ کتابیں اور رسالے تالیف کئے۔ یہی آپ کا امتیاز

خاص اور سرمایہ حیات ہے آپ کی ذات عشقِ رسول میں پگھلی ہوئی ایسی شمع فروزاں تھی جس سے نگر نگر میں عشقِ رسول کا اجالا ہوا۔ حفاظت و صیانت دین کی انہیں مساعی کے پیشِ نظر ١٣١٨ھ کے جلسہ اصلاح ندوۃ العلماء پٹنہ میں اکابر علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضرت مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ نے اپنی تقریر کے دوران آپکو مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے یاد کیا اور موجود وغیر موجود اکابر نے اس پر اتفاق کیا۔

١٣٠٣ھ میں مدرسہ الحدیث پیلی بھیت کے تاسیسی جلسہ میں علماء سہارنپور لاہور، کانپور، جونپور و بدایوں وغیرہ کی موجودگی میں حضرت علامہ محدثِ سورتی علیہ الرحمۃ کی خواہش پر اعلیٰحضرت نوراللہ مرقدہٗ نے علم حدیث پر متواتر تین گھنٹے تک پُرمغز اور مدلل، کلام فرمایا۔ جلسہ میں موجود تمام علمائے کرام نے خوب حیرت واستعجاب کے ساتھ تحسین و تعریف کی۔

مولانا خلیل الرحمٰن بن مولانا احمد علی محدثِ سہارنپوری نے تقریر کے اختتام پر بے ساختہ اٹھ کر اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ کی دست بوسی کی، اور فرمایا کہ اگر اس وقت آپ کے والد ماجد (مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ المتوفی ١٢٩٧ھ / ١٨٨٥ء) ہوتے تو وہ علم حدیث میں آپ کے کلام و تبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے اور مولانا وصی احمد محدثِ سورتی اور علماء کے جمِ غفیر نے بھی پُرزور تائید کی، غرضیکہ آپ کا محدثانہ مقام ہر ایک کو مسلّم تھا۔

٢٥ صفر ١٣٤٠ھ میں وصال ہوا۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" مادہ وفات ہے۔ ایک ہزار کے قریب کتابیں پچاس موضوعات پر تحریر فرمائیں۔ جن میں عربی کتب درج ذیل ہیں۔

حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ معالم التنزیل، حاشیہ تفسیر خازن، حاشیہ عنایت القاضی، حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن۔ الروح البہیج فی آداب التخریج، مدارج طبقات الحدیث، النجوم الثواقب فی تخریج احادیث

الکواکب، حاشیہ صحیح بخاری، حاشیہ صحیح مسلم، حاشیہ ترمذی، حاشیہ نسائی، حاشیہ ابن ماجہ ان کے علاوہ ۳ کتابیں عربی زبان میں فنِ حدیث پر لکھیں

حاشیہ فقہ اکبر، حاشیہ خیالی، حاشیہ عقائد عضدیہ، حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ شرح مقاصد، حاشیہ مسامرہ، حاشیہ الیواقیت الجواہر وغیرہ،

جدّ الممتار (شرح رد المحتار شامی (۵ جلد) کفل الفقیہ الفاہم، نور عینی فی الانتصار للامام عینی علیہ الرحمۃ، حاشیہ فواتح الرحمت، حاشیہ کتاب الخراج للامام ابی یوسف علیہ الرحمۃ۔ حاشیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ، حاشیہ ہدایہ آخرین، حاشیہ فتح القدیر، عنایہ حلبی، حاشیہ جوہرہ نیرہ، حاشیہ مراقی الفلاح، حاشیہ بحر الرائق۔ حاشیہ طحطاوی، حاشیہ عالمگیری۔

(فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں میں، اُردو) وغیرہ

تلامذہ

آپ کے مشہور تلامذہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا سید احمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا سید محمد جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا عبد الواحد علیہ الرحمۃ پیلی بھیتی

حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا سلطان احمد خاں علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا سید امیر احمد علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حافظ یقین الدین علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حافظ عبد الکریم صاحب علیہ الرحمۃ

مناظر اہلسنّت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی لکھنوی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا منور حسین علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا عبد الرشید علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

حضرت مولانا شاہ غلام محمد بہاری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حکیم عزیز غوث علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا نواب مرزا علیہ الرحمۃ

فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف محدّث کوٹلوی علیہ الرحمۃ

محقق لاہوری مولانا ابو الفیض قلندر علی سہروردی علیہ الرحمۃ [1]

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد کانپوری

تذکرہ اکابر اہلسنّت از مولانا عبد الحکیم شرف قادری

تذکرہ علماء ہند از رحمان علی مرتبہ محمد ایوب قادری

سوانح اعلحضرت از مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ

نماز مدلّل حنفی از مولانا محمد شریف محدّث کوٹلوی علیہ الرحمۃ

انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور ، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، طبع لاہور

"رفیق العلم"، خصوصی ایڈیشن، ۳۰ ر جون ۱۹۹۷ء دار العلوم امجدیہ کراچی

سوانح مولانا ابو الفیض قلندر علی سہروردی علیہ الرحمۃ مرتبہ: خاور سہروردی طبع لاہور ۱۹۸۵ء

خلفائے اعلیٰحضرت (علیہ الرحمۃ) مرتّب محمد عبد الستار طبع لاہور ۱۹۹۸ء

رفیق الاطبا جلد دوم طبع لاہور

نزہۃ الخواطر، جلد ۸ طبع کراچی

الشاہ احمد رضا، از مفتی غلام سرور قادری، طبع ساہیوال ۱۹۷۶ء

فاضلِ بریلوی، علمائے حرمین کی نظر میں، از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع لاہور

حضرت مخدوم الشاہ آل رسول مارہروی قادری علیہ الرحمۃ

تیرھویں صدی کے اکابر اولیاء کرام سے تھے۔ ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والدگرامی کا نام نامی سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت والد ماجد کی آغوشِ شفقت میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم عین الحق شاہ عبدالمجید (م ۱۲۶۳ھ) اور مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (م ۱۲۸۱ھ) سے خانقاہ برکاتیہ میں حاصل کی، پھر فرنگی محل کے علما، مولانا انوارالحق فرنگی محلی (م ۱۲۳۶ھ) مولانا عبدالواسع سید نپوری (م ــــ ھ) اور حضرت مولانا شاہ نورالحق رزاقی لکھنوی عرف ملا نورؔ (م ۱۲۸۳ھ) سے کتب معقول، علم کلام فقہ و اصولِ فقہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔

۱۲۲۶ھ میں حضرت مخدوم شیخ العالم امام عبدالحق ردولوی المتوفی ۸۶۰ھ کے عُرس کے موقع پر مشاہیر علما، و مشائخ کی موجودگی میں دستارِ فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی سن میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے ارشاد کے بموجب سراج الہند امام المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں شریک ہوئے۔ صحاح ستہ کا دَورہ کرنے کے بعد سلاسل حدیث و طریقت کی سندیں مرحمت ہوئیں۔

حضرت مخدوم شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ تیرھویں صدی کی وہ عظیم شخصیت تھے، جن کے فیض یا فتوں کی مساعی و کوشش سے اسلام کی گرتی ہوئی دیوار سنبھل گئی اور اُسے پھر قوۃ و استحکام مِل گیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں انتقال ہوُا۔ [1]

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد کانپوری (انڈیا) طبع دوم ۱۹۹۲ء فیصل آباد
تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی طبع لاہور ۱۹۸۹ء
تذکرہ علمائے فرنگی محل مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۰ء، تذکرہ علماء ہند، اکمل التاریخ۔

خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم عمری دہلوی خطۂ ہندوستان میں اُستاذ الاساتذہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔

۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا تاریخی نام "غلام حلیم" ہے۔ علوم اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ اور ان کے خلفاء سے اخذ کئے اور اپنے وقت میں مرجع علما و مشائخ تھے، تمام علوم متداولہ اور فنون عقلیہ و نقلیہ میں دستگاہ فوق البیان رکھتے تھے [1] خود فرماتے ہیں:

"علمے کہ دیدہ ام و یاد ہم بقدر خود دارم یک صد و پنجاہ علم است"۔ [2]

جن علوم کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور اپنی وسعت بھر مجھے یاد بھی ہیں ان کی تعداد ایک سو پچاس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی وفات پر سترہ ۱۷ برس کی عمر میں ان کے جانشین ہوئے اور مولانا فخرالدین چشتی (م ۱۱۹۹ھ) علیہ الرحمۃ نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ [3]

آپ نے ساٹھ (۶۰) برس تک درس دیا اور علم حدیث سے، جسے شاہ ولی اللہ نوراللہ مرقدہٗ نے ازسرِنو ہندوستان میں رائج کیا تھا، اُس کا فیض ملک میں عام کیا۔ شائقین نے دُور دُور سے آکر آپ سے اکتساب علم کیا، آپ کا سلسلۂ تلمذ بہت وسیع ہوُا۔ ہندوستان کے تقریبًا تمام علماء کا سلسلۂ حدیث آپ ہی سے وابستہ ہے۔ ہر جمعہ اور منگل کو پُرانے مدرسہ کوچہ چیلاں میں وعظ فرماتے تھے۔ [4]

---

[1] حدائق الحنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی ص ۴۸۷ طبع لاہور

[2] تذکرہُ شاہ ولی اللہ از مناظر احسن گیلانی ص ۲۳۷ مطبوعہ کراچی
رودِ کوثر از شیخ محمد اکرام ص ۵۸۸ طبع لاہور

[3] تذکرہ علمائے اہل سنت از محمود احمد قادری مطبوعہ انڈیا ص ۴۲

[4] تراجم علمائے حدیث از امام خاں نوشہری ص ۶۷ طبع لائل پور

قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ طلباء کو جو عبارتیں حافظہ کی بنا پر لکھواتے مقابلہ پر عموماً صحیح ہوتیں۔ چنانچہ مولوی غلام علی سندیلوی لکھتے ہیں :

"اور حافظہ آپ کا نسخۂ لوحِ تقدیر کا تھا" [1]

شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی وفات ۷۹ سال کی عمر میں ۷ شوال ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء کو ہوئی اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مومن نے جو اپنے اصل نام حبیب اللہ سے نہیں بلکہ شاہ صاحب کے دیئے ہوئے نام مومن خاں سے زیادہ مشہور ہیں، تاریخ وفات کہی ؎

دستِ بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے
فقر و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عدل [2]

تصانیف

۱۔ سر الشہادتین ۲۔ بستان المحدثین ۳۔ تحفہ اثنا عشریہ ۴۔ عجالہ نافعہ ۵۔ فتح العزیز : سورۂ بقرہ اور آخری دو سیپاروں کی جامع تفسیر۔ ۶۔ عزیز الاقتباس ۷۔ رسالہ بلاغت ۸۔ ملفوظات شاہ عبد العزیز رح ۹۔ وسیلۂ نجات ۱۰۔ تحقیق الرؤیا ۱۱۔ سر الجلیل ۱۲۔ میزان الکلام ۱۳۔ حاشیہ میر زاہد ۱۴۔ حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمہ، فتاویٰ عزیزی [3]"

تلامذہ

برصغیر پاک و ہند میں سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے علم حدیث میں تلامذہ کا کوئی حد و حساب نہیں، چند مشہور تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا محمد اسحاق محدثِ دہلوی (م ۱۲۶۲ھ)

---

[1] تاریخ جدولیہ صہ ۹۴

[2] تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی صہ ۳۰۲ طبع کراچی

[3] تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی صہ ۳۰۲ طبع کراچی

مولانا شاہ عبد القادر محدثِ دہلوی (م ۱۲۳۵ھ)
مولانا مفتی صدر الدین خاں دہلوی (م ۱۲۸۵ھ)
مولانا شاہ عبد الرؤف نقشبندی مجددی مصطفیٰ آبادی (م ۱۲۵۳ء)
مولانا شاہ ابو سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۵۰ھ)
مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ)
حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ)
مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۸۶۱ء)
مولانا غلام علی شاہ دہلوی (م ۱۲۴۰ھ)
مولانا شاہ رفیع الدین محدثِ دہلوی (م ۱۲۳۳ھ)
مولانا حسن علی ہاشمی لکھنوی (م ۱۲۵۵ھ)
مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ)
مولانا سلامت اللہ بدایونی کان پوری (م ۱۲۸۱ھ)
مولانا شاہ رحمٰن بخش چشتی رح
مولانا شاہ ظہور الحق قادری پھلواری (م ۱۲۳۴ھ)
مولانا شاہ عبد الغنی (ابو العلائی)
مولانا شاہ مخصوص اللہ خلف مولانا شاہ رفیع الدین محدثِ دہلوی
مولانا رشید الدین دہلوی (م ۱۲۴۹ھ)
مولانا غلام محی الدین قصوری (م ۱۲۷۰ھ) [1]

---

[1] تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی
حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی
تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد کانپوری
تذکرہ اکابر اہلسنت از مولانا عبد الحکیم شرف قادری لاہوری
علمائے ہند کا شاندار ماضی، جلد دوم

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۵ برس کی عمر میں مکتب میں پڑھنا شروع کیا۔ سات برس کی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کیا، پھر فارسی پڑھی بعد ازاں صرف و نحو پڑھی، دس برس کی عمر میں شرح جامی اور منطق کی ابتدائی کتابیں ختم کیں، پھر والد بزرگوار سے فقہ، تصوف، عقائد، اصول اور حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ نیز شیخ محمد افضل سیالکوٹی (م ۱۱۴۶ھ) کے حلقۂ درس میں شریک ہو کر حدیث کی سند لی۔ پندرہ برس کی عمر میں والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے بیعت فرما کر سلسلۂ نقشبندیہ میں منازل سلوک طے کرا دیئے اور اجازتِ بیعت بھی عطا فرما دی۔

سترھویں سال آپ کے والد گرامی فوت ہو گئے بعد وفات والد محترم کے تقریباً بارہ سال تک تدریس کتب دینیہ و عقلیہ میں مشغول رہے۔

۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی دوران اس علاقہ میں کچھ دن ٹھہر گئے۔ یوں تو شاہ صاحب نے حجاز مقدس کے متعدد علماء و مشائخ سے علم حدیث اور باطنی فیض پایا۔ لیکن اس سلسلہ میں جن مشائخ سے آپ بہت زیادہ قریب ہوئے وہ یہ ہیں۔

۱۔ شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی علیہ الرحمۃ

۲۔ شیخ وفد اللہ بن شیخ سلیمان مغربی علیہ الرحمۃ

۳۔ مفتیٔ مکہ شیخ تاج الدین بن قاضی عبدالمحسن حنفی علیہ الرحمۃ

۱۱۴۵ھ میں مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہندوستان واپس آئے اور مخلوق خدا کی ہدایت اور درس و تدریس مشغول ہو گئے۔ ۱۱۷۶ھ میں انتقال فرمایا۔

تصانیف

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ ۲۔ ازالۃ الخفاء ۳۔ مصفّٰی شرح موطا امام مالک علیہ الرحمۃ

۴۔ فیوض الحرمین ۵۔ درالثمین ۶۔ انتباہ ۷۔ انسان العیون، فوز الکبیر ۸۔ ۹۔ عقد الجید ۱۰۔ قول جمیل۔ ۱۱۔ خیر الکثیر ۱۲۔ ہمعات ۱۳۔ الطاف القدس۔ ۱۴۔ مقالہ رضیہ ۱۵۔ انصاف ۱۶۔ سرور المحزون ۱۷۔ لمعات ۱۸۔ سطعات۔ ۱۹۔ المقدمۃ السنیہ ۲۰۔ فتح الرحمٰن ترجمہ فارسی قرآنِ کریم ۲۱۔ انفاس العارفین ۲۲۔ شفاء القلوب ۲۳۔ فتح الخبیر ۲۴۔ قرۃ العینین ۲۵۔ بدور البازغہ۔ ۲۶۔ رسائل تفہیمات وغیرہ۔

مفتی عنایت احمد کاکوروی (م ۱۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی مثال ایک ایسے عمدہ درخت کی ہے جس کی جڑ گہری ہے اور اس کی شاخیں مسلمانوں کے گھر گھر میں موجود ہیں مسلمانوں کا کوئی گھر ایسا نہیں جس میں اس درخت کی جڑ نہ ہو۔ اکثر لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی جڑ کہاں ہے۔

صاحبِ حدائق حنفیہ لکھتے ہیں:

آپ افضل علماءِ متاخرین اور سند المفسرین و سند المحدثین تھے۔"

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں:

وہ ظلم و تعصب سے گریزاں اور علومِ دینیہ میں ماہر تھے۔ اور مباحثِ حدیث میں ماہر تھے۔" [1]

[1] حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی طبع لاہور
تذکرہ علماء ہند از رحمان علی طبع کراچی ۱۹۶۱ء
ظفر المحصلین طبع کراچی ۱۹۸۶ء
فوائد جامعہ از عبدالحلیم چشتی طبع کراچی
التعلیق الممجد از مولانا عبدالحیٔ لکھنوی
علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد دوم طبع کراچی
تذکرہ شاہ ولی اللہ از مناظر احسن گیلانی مطبوعہ کراچی

ا۔ الشیخ ابوطاہر محمد عبدالسمیع بن ابراہیم بن حسن الکردی المدنی علیہ الرحمۃ

موصوف ۲۱ رجب ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۰ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، اپنے پدر بزرگوار اور دیگر ارباب کمال سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی، نیز محدّث محمد ابن عبدالرسول برزنجی، ابوالاسرار علی بن حسین عجیمی اور عبداللہ بن سالم بصری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، علوم دینیہ میں مہارت تامہ پیدا کی اور حرم نبوی میں درس دینا شروع کیا، دُور دُور سے طلبہ آتے اور فیض اکتساب کرتے تھے۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"پس یہ فقیر ایک عرصہ تک شیخ ابوطاہر کی صحبت میں رہا اور پوری صحیح بخاری حرف بحرف ان سے پڑھی اور اس فن کی مشکلات بحث و نظر کے بعد ان سے حاصل کیں، تتبع اور تلاشِ کتب کے طریقہ سے رجال اور شرح حدیث سے آشنا ہُوا اور اس طبقہ کی سندوں کے رجال سے مصنفین کے طبقہ تک اور مصنفین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رجال میں مہارت پیدا کی اور قوانین حدیث اور بیانِ حدیث کے اصول یاد کئے اور متابعات و شواہد حدیث کی معرفت سے واقف ہُوا۔ پوری مسند دارمی ان سے سُنی اور کتب صحاح ستہ وغیرہ کے اطراف انہیں سنائے انہوں نے ان کتابوں کی روایت ہی کی اجازت نہیں دی بلکہ اپنی تمام مرویات کی اجازت بھی عطا فرمائی اور اپنی مرویات اور اسناد کے سلسلوں سے اچھی طرح واقف کرایا۔"

محدث ابن الطیب الشرقی نے موصوف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"الصالح الفاضل المشارک الدراکہ مسند الحرمین شریفین ابی طاہر محمد عبدالسمیع بن ابی العرفان ابراہیم الخ"

شیخ الاسلام محمد خلیل مرادی حنفی المتوفی ۱۲۰۶ھ نے سلک الدرر میں ان کا

تذکرہ ان الفاظ سے شروع کیا ہے:

"ابوالطاہر .... الشہیر بالکورانی الشیخ الامام العالم العلامہ المحقق المدقق ..... الفقیہ جمال الدین .... کان عالماً فقیہاً الخ"

شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن غزی "لطائف المنہ" میں رقم طراز ہیں:

"میں نے اپنے ساتھ ان کی دیانت، عبادت، تواضع اور انکساری کو ایسا دیکھا کہ ہمارے شیوخ میں بجز ملّا الیاس کورانی کے کسی کو میں نے نہیں دیکھا، وہ البتہ ان امور میں ان کے قریب تھے۔"

شیخ محمد عابد سندھی مدنی المتوفی ۱۲۵۷ھ حصر الشارد[ع] میں لکھتے ہیں:

"ابوطاہر مدنی زبردست عالم تھے، مگر علومِ حدیث کا ان پر غلبہ علوم کی تحصیل و تعلیم اور نشر و اشاعت میں بڑے کوشاں تھے.... انہوں نے اپنے ہاتھ سے ستّر (۷۰) کتابیں نقل کر کے رکھی تھیں جن میں سے فقہ میں حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا "تحفہ" ایک جلد میں تھا اور ایک جلد میں شرح رملی کی نہایہ تھی..... طلبہ کے پڑھانے میں بڑے مستعد تھے..... قرآن کریم کی تلاوت سفر و حضر میں کبھی نہ چھوڑتے تھے الخ"

۱۱۴۵ھ میں وصال فرمایا، ان کے جنازہ میں بڑا اژدہام تھا۔ ان کی موت ایک بہت بڑا سانحہ تھی۔ مدینہ منورہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔[ا]

ا؎ سلک الدرر، جلد دوم، معجم المؤلفین از عمر رضا کحالہ جلد ۵ ص۱۳۱ طبع بیروت

انسان العین فی مشائخ الحرمین، از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طبع دہلی۔

فوائد جامعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی ص ۲۹۸ طبع کراچی ۱۹۶۴ء

ع؎ حصر الشارد کا مختصر نسخہ جس پر جلد دوم لکھا ہوا ہے۔ پیر جھنڈو (پیر وہب اللہ) سندھ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جس میں یہ عبادت درج ہے۔

۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ پدر بزرگوار کے علاوہ اس عہد کے دیگر نامور علماء سے علوم دینیہ کی تکمیل کی، پھر بغداد میں دو برس قیام رہا اور بڑے بڑے علماء و مشائخ سے اکتساب فیض کیا، پھر ۴ سال شام میں گزار کر مصر سے ہوتے ہوئے حرمین پہنچے۔ یہاں ان کی قشاشی علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوگئی اور جب ایک پر دوسرے کے جوہر کھلے تو تعلقات استوار تر ہوتے گئے۔ شیخ قشاشی علیہ الرحمۃ نے ان کو خرقہ پہنایا اور تمام مرویات کی اجازت دی، فقہ اور حدیث میں یکتائے زمانہ تھے۔ اور حرمین میں درس دیتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شیخ ابراہیم کردی عالم و عارف تھے۔ فنون علمیہ، فقہ شافعی، حدیث عربیت، اصول فقہ اور علم کلام میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ الخ

محدث موصوف انتباہ میں لکھتے ہیں:

شیخ ابراہیم کردی اصول و کلام، فقہ و حدیث اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم الزبیدی "تاج العروس" میں لکھتے ہیں:

"کرد ان ضمہ کے ساتھ کردون کا ایک قبیلہ ہے ان میں سے علماء و محدثین کی ایک بڑی جماعت نکلی ہے جن میں خاتم العلماء والمحدثین ہمارے شیخ الشیوخ ابو العرفان ابراہیم بن حسن نزیل مدینہ منورہ ہیں"

محمد خلیل آفندی نے موصوف کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"شیخ، امام، علامہ، خاتم المحققین، عمدہ سندین، عارف باللہ .... ان کا تذکرہ مشہور ہے۔ ان کا مرتبہ بلند ہے۔ ان سے تحصیل علوم کی خاطر دور دور کے شہروں سے طالبانِ

علوم ان کی طرف دوڑتے چلے آتے تھے، موصوف مسجد نبوی میں درس دیتے تھے اور معرفت کا سمندر تھے۔

حافظ محمد عابد سندھی مدنی حصر الشارد میں لکھتے ہیں:

"شیخ علامہ ابراہیم بن حسن کردی، تو ان کی تالیفات گوشہ گوشہ میں پہنچی ہیں۔ موصوف امام، محقق، جامع معقول و منقول و حاوی فروع و اصول تھے الخ

شیخ عبد اللہ عیاشی فرماتے ہیں:

"موصوف کی مجلس گویا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ تھی، جب وہ حکمت کے مسئلوں پر تقریر فرماتے تو اس کے ضمن میں متصوفانہ نکات اور حقائق بیان کرتے تھے الخ

شیخ عجیمی نے موصوف کو ان لفظوں میں یاد کیا ہے:

"شیخ الاسلام، استاذ العلماء الاعلام، حجۃ الصوفیہ و محی طریقتہم الخ

قاضی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ "البدر الطالع" جلد اول میں فرماتے ہیں:

"وہ تمام علوم و فنون اور عربی، فارسی اور ترکی زبان پڑھانے میں ممتاز تھے الخ

۱۱۰۱ھ میں اللہ کو پیارے ہوئے اور جنت البقیع میں بعد مغرب سپرد خاک ہوئے۔

۵۱ مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔ [1]

---

[1] سلک الدرر، جلد اول، معجم المؤلفین، جلد اول ص ۲۱ (بیروت)
فوائد جامعہ، از مولانا عبد الحلیم چشتی طبع کراچی
انسان العین فی مشائخ الحرمین
انتباہ فی سلاسل الاولیاء از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

الشیخ احمد بن محمد بن یونس القشاشی المالکی المدنی علیہ الرحمۃ

۹۹۱ھ میں دجانہ (بیت المقدس) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت والد بزرگوار شیخ محمد مدنی علیہ الرحمۃ سے پائی، انہوں نے اپنے شیخ محمد بن عیسیٰ تلمسانی علیہ الرحمۃ کی اتباع میں مالکی مذہب اختیار کرلیا تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے شروع میں ان کو فقہ مالکی کی تعلیم دی۔

۱۰۱۱ھ میں والد ماجد کے ساتھ یمن کے سفر کا اتفاق ہوا تو مشائخ یمن میں سے شیخ امین بن الصدیق مرادجی، محمد غرب، شیخ احمد سطیحہ زیلعی وغیرہ سے استفادہ کیا، اور پھر سیاحت کرتے ہوئے یمن سے مکۂ معظمہ آگئے اور یہیں ایک عرصہ تک مقیم رہے۔ اسی زمانہ میں شیخ ابوالمغیث شجرا اور شیخ سلطان مجذوب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ پھر مدینہ منورہ آکر شیخ احمد بن فضل، شیخ محمد بن عراق، شیخ عمر بن القلب اور بدرالدین عادلی وغیرہ سے علوم اخذ کیئے۔ اور بعد ازاں شیخ احمد شناوی کی صحبت سے ان کا مسلک اور انہی کا طریقہ اختیار کیا۔ ان سے حدیث کی تکمیل کی اور انہی کی دُختر نیک اختر سے شادی ہوئی۔ اور تمام عمر حرم میں درس دیتے رہے۔

جب شیخ شناوی علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوگیا تو ان کے رفیق سید اسعد بلخی کی صحبت اختیار کی۔ اور اُن سے استفادہ کیا۔ شیخ قشاشی کو کم و بیش سو شیوخ و مشائخ طریقت سے ذکر و تلقین کی اجازت حاصل تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"شیخ قشاشی عالم و عارف تھے۔ حدیث وغیرہ میں ان کی تصانیف موجود ہیں، ان کے شیوخ بھی بہت سے تھے لیکن ان کا زیادہ تر تعلق شیخ احمد شناوی نور اللہ مرقدہٗ سے تھا۔"

موصوف "الانسان العین فی مشائخ الحرمین" میں لکھتے ہیں:

"شیخ احمد قشاشی طریقت اور شریعت کے امام تھے حقائق کی باتیں بیان کرتے تو آیتوں اور حدیثوں سے مدلل پیش کرتے۔ بہت سے مشائخ کے صحبت یافتہ تھے۔ خرقۂ خلافت اپنے والد محترم سے پہنا تھا۔ اور کامیابی اور قبولیت شیخ احمد شناوی کے ہاتھ پر نصیب ہوئی تھی۔"[1]

۱۰۷۱ھ میں بروز دوشنبہ مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں قبۂ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شرقی گوشہ میں دفن ہوئے۔

بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے اختلافِ مسلک کے باوجود موصوف سے بہت کچھ استفادہ کیا، جن میں سید عارف باللہ عبدالرحمٰن مغربی ادریسی، شیخ عیسیٰ مغربی جعفری[2]، سید عبداللہ باقفیہ، اور ابراہیم بن حسن کورانی وغیرہ کا نام زیادہ مشہور ہے۔

بہت سی مفید تصانیف یادگار چھوڑیں، بعض کے نام یہ ہیں:

۱۔ السمط المجید، ۲۔ بستان العابدین ۳۔ حاشیہ علی المواہب ۴۔ الدرۃ الثمینہ ۵۔ شرح عقیدہ ابن عفیف ۶۔ حاشیۃ علی الانسان الکامل ۷۔ کتاب النصوص ۸۔ کلمۃ الجود ۹۔ الکلمۃ الوسطی ۱۰۔ الکمالات الالٰہیہ ۱۱۔ الکنز الاسنیٰ ۱۲۔ الوصیۃ[1]

۱۔ فوائد جامعہ ص ۳۱۴ طبع کراچی ۱۹۶۴ء
انتباہ فی سلاسل الاولیاء شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی
الفہرس الفہارس جلد دوم، معجم المؤلفین جلد ۲ ص ۱۸۰ مطبوعہ بیروت
ہدیۃ العارفین، جلد اول ص ۱۶۱ دارالفکر ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

۲۔ عیسیٰ مغربی علیہ الرحمۃ شہر زوادہ (مغرب) میں پیدا ہوئے۔ جید علماء میں سے تھے۔ تمام علماءِ حرمین کے اُستاد تھے۔ حدیث اور فقہ کے مخزن تھے۔ ۱۰۸۰ھ میں انتقال ہوا۔ حجون میں شیخ محمد بن عراق کے پہلو میں دفن ہوئے۔
(ہدیۃ العارفین جلد اول ص ۸۶۱، فوائد جامعہ ص ۳۶۲)

۱۔ الشیخ احمد بن علی بن عبد القدوس الشناوی المصری ثم المدنی رحمہ اللہ

۹۷۵ھ میں مصر کے مشہور شہر روح میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری کی تکمیل مصر میں کی اور نامور محدثین شمس الدین رملی، قطب الدین محمد بن ابی الحسن بکری اور شیخ نور الدین زیادی سے حدیث و فقہ پڑھی، پھر مدینہ منورہ میں سید صبغۃ اللہ بن روح اللہ سندھی سے تصوف کے اعمال و اشغال کی تعلیم حاصل کی، اور علم طریقت کی تکمیل کی، موصوف نے ان کو خرقۂ خلافت بھی عطا فرمایا۔ ان کے شیوخ میں سید غضنفر بن جعفر بخاری ثم المدنی کا نام بھی سر فہرست آتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "انسان العین" میں لکھتے ہیں:

"ان کے آبائے کرام بڑے اولیاء اللہ میں سے تھے۔ شیخ عبد الوہاب شعرانی نے ان کے بزرگوں کا کچھ حال بھی لکھا ہے۔ موصوف علم شریعت و طریقت کے جامع تھے ...... موصوف فرماتے تھے کہ اگر عبد الوہاب شعرانی بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔"

صاحب خلاصۃ الاثر لکھتے ہیں:

"موصوف استاد کامل و مکمل، ماہر طریقت اور اسرار ازل کے ترجمان تمام معارف میں اللہ تعالیٰ کی نہایت روشن نشانی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رتبہ بلند کیا، ان کا نام روشن ہوا، حرمین شریفین میں ان کی بڑی شہرت ہوئی، ہر زمین میں (یعنی ہر ملک میں) ان کے خلیفہ ہیں، اور ان کے مراتب عالیہ کا بھی سب کو علم ہے۔"

۱۰۲۸ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں اپنے شیخ سید صبغۃ اللہ علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

جن علماء نے ان سے حدیث کی سند لی اور اکتساب فیض کیا، درج ذیل زیادہ مشہور ہیں: ۱۔ سید سالم بن احمد شیخان

۲۔ محمد بن عمر حبشی غرابی علیہ الرحمۃ
۳۔ صفی الدین احمد بن محمد دجانی قشاشی علیہ الرحمۃ

ان کی تصانیف میں حسب ذیل کتابیں مشہور ہیں:

۱۔ الارشاد الی سبیل الاشاد
۲۔ افاضۃ الجود
۳۔ اقلید الفرید
۴۔ بیعۃ الاطلاق
۵۔ التاصیل والتفصیل
۶۔ تجلیۃ البصائر (حاشیہ)
۷۔ خلاصۃ الاختصاص
۸۔ السطعات
۹۔ سعۃ الاخلاق
۱۰۔ شفاء الغرام
۱۱۔ صارحۃ الازل
۱۲۔ الصحف الناموسیۃ
۱۳۔ ضمائر السرائر الالٰہیۃ
۱۴۔ فتح الالٰہ [1]
۱۵۔ فواتح الصلوات
۱۶۔ مناہج التاصیل
۱۷۔ موجبات الرحمۃ

۱؎ ہدیۃ العارفین ص ۱۵۴ جلد اول مطبوعہ دار الفکر
فوائد جامعہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۴ء ص ۳۱۹
خلاصۃ الاثر، از محبی جلد اول
انسان العین فی مشائخ الحرمین از شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ
الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، معجم المؤلفین جلد ۲ ص ۱۲ (بیروت)
تاج العروس (مادہ: ش ن و)

الشیخ شمس الدین محمد بن احمد الرملی الشافعی المصری علیہ الرحمۃ

٩١٩ھ میں منوفہ (مصر) میں پیدا ہوئے، شروع میں قرآن کریم یاد کیا، تمام تر تعلیم اپنے والد بزرگوار شیخ احمد رملی سے حاصل کی۔ حدیث کی سند موصوف کو شیخ الاسلام زکریا انصاری اور شیخ برہان الدین بن ابی شریف سے بھی حاصل ہے۔ مؤرخ نجم غزی نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کو شیخ الاسلام احمد بن نجار حنبلی، شیخ الاسلام یحییٰ دمیری مالکی، شیخ طرابلسی حنفی، اور شیخ سعد الدین ذہبی شافعی سے بھی روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے۔

موصوف اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد مسندِ درس پر متمکن ہوئے۔ اور اس شان سے تفسیر حدیث اور فقہ کا درس دیا کہ اُن کے والد کے نامور شاگرد جیسے ناصر الدین طبلاوی اور شہاب الدین احمد بن حن کا شمار اس دَور کے نامور علماء میں تھا ان کے حلقۂ درس میں استفادہ کی غرض سے آکر شریک ہوئے تھے۔ موصوف کئی مدرسوں کے متولی بھی رہے اور شافعیہ کی مسند افتاء پر بھی فائز رہے۔ ان کی جلیل القدر علمی اور عملی خدمات کی وجہ سے شیخ شبلی نے ان کا شمار مجددین میں کیا ہے۔

١٠٠٤ھ میں مصر میں انتقال ہوا۔

تصانیف: آپ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

١۔ نہایۃ المحتاج الی شرح المنهاج للنووی علیہ الرحمۃ

٢۔ الفتاوی ٣۔ غایۃ البیان ۴۔ شرح عقود فی النحو

٥۔ شرح منظومہ ابن العماد۔ [1]

---

[1] فوائد جامعہ ص ٣٢٦
خلاصۃ الاثر، جلد سوم، تاج العروس
المجددون فی الاسلام ص ٣٧۴

شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری شافعی رحمہ اللہ

٨٢٣ھ میں سنیکہ جو مصر کا ایک چھوٹا سا شہر ہے، میں پیدا ہوئے اور یہیں ابتدائی تعلیم ہوئی، پہلے قرآن حکیم حفظ کیا، فقہ میں مختصر تبریزی اور عمدۃ الاحکام کا کچھ حصہ یاد کیا۔ ٨٤١ھ میں قاہرہ آئے مگر کچھ عرصہ ٹھہر کر وطن واپس چلے گئے پھر دوبارہ قاہرہ آئے، جامع ازہر میں قیام کیا۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

اُنہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور ادب کی تکمیل اُس دَور کے نامور علماءِ کرام سے کی، اور کم و بیش ڈیڑھ سو مشائخ وقت اور محدثین سے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی۔ موصوف کے نامور اساتذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

١۔ برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن صدقہ المقدسی (م ٨٥٢ھ)
٢۔ شہاب الدین احمد بن رجب الشافعی (م ٨٦٠ھ)
٣۔ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی المعروف حافظ ابن حجر عسقلانی (م ٨٥٢ھ)
۴۔ تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد حنفی (م ٨٧٣ھ)
٥۔ زین الدین ابو النعیم رضوان بن محمد الشافعی (م ٨٦٨ھ)
٦۔ زین الدین ابو الحسن طاہر بن محمد المالکی (م ٨٥٦ھ)
٧۔ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الشافعی (م ٨٧٦ھ)
٨۔ زین الدین ابو ذرعہ عبد الرحمٰن بن محمد الزرکشی المصری الحنبلی (م ٨٤٥ھ)
٩۔ محی الدین ابو عبد اللہ بن محمد بن سلیمان الحنفی (م ٨٧٩ھ)
١٠۔ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام الحنفی (م ٨٦١ھ)
١١۔ شمس الدین محمد بن علی القایانی الشافعی (م ٨٥٠ھ)
١٢۔ محمد شمس الدین محمد بن عمر الواسطی الشافعی (م ٨٤٩ھ)

١٣۔ تقی الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن فہد الاصفہانی ثم المکی الشافعی (م ۸۷۱ھ)

١٤۔ امین الدین ابوالیمن محمد بن محمد النویری المکی الشافعی (م ۸۵۳ھ)

١٥۔ شرف الدین ابوزکریا یحییٰ بن المناوی الشافعی (م ۸۷۱ھ)

١٦۔ شرف الدین موسیٰ بن احمد بن موسیٰ السبکی الشافعی (م ۸۴۰ھ)

جب موصوف نے علومِ دینیہ کی تحصیل کرلی تو درس و تدریس کا شغل اختیار کیا اور نہایت خوشحالی کی زندگی بسر کی۔ عہدۂ قضاء پر تقرر ہوا۔ تو تین ہزار درہم یومیہ پر ہوا۔ اس کے بعد نہایت عظیم الشان منصبوں پر فائز ہوئے۔ مقام امام شافعی پر تدریس کا عہدہ ملا۔ اس زمانہ میں یہ سب سے بڑا عہدہ تھا۔ مدرسہ رفیعہ، مدرسہ خانقاہ صوفیہ میں بھی مسند درس پر فائز رہے۔

علّامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میں نے موصوف سے بڑھ کر صدقہ و خیرات کرنے والا نہیں دیکھا۔۔۔۔ میں ۲۰ سال تک ان کے ساتھ رہا، میں نے کبھی ان کو غفلت میں نہیں پایا اور نہ کسی لایعنی کام میں مشغول دیکھا، جب اُن کے پاس بیٹھا تو ایسا محسوس ہوا، جیسے میں کسی عارف و صالح بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوں۔۔۔۔ شیخ الاسلام فقہ و تصوف دونوں طریقوں کے ارکانِ علم میں ایک رُکن تھے"

علّامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ موصوف کے متعلق فرماتے ہیں:

"میں اپنے شیخ زکریا کے پاس آیا، کیونکہ باعمل علماء اور ائمہ وارثین میں سب سے زیادہ بزرگ ہستی جس پر میری نگاہیں پڑیں وہ اُن ہی کی ذات تھی"

شیخ عبداللہ بن عمر نے موصوف کو دسویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا ہے۔

فرماتے ہیں:

میرے نزدیک دسویں صدی ہجری کے مجدد قاضی زکریا انصاری ہیں کیونکہ

ان کی ذات سے اور اُن کی تصانیف سے استفاع کی عام شہرت ہے اور اکثر و بیشتر لوگوں کو ان کی طرف احتیاج رہی ہے خاص طور سے متعلقات فقہ اور مذہبی مسائل میں"

۹۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔

تصانیف

١۔ احکام الدلالہ ٢۔ آداب القاضی ٣۔ اضواء البہجہ ٤۔ تحفۃ العلیہ ٥۔ بلوغ الارب ٦۔ بہجۃ الحادی ٧۔ تحریر تنقیح اللباب، ٨۔ تحفۃ الطلاب ٩۔ تحفۃ النجابا ١٠۔ تلخیص الازہیۃ ١١۔ حاشیہ علی شرح جمع الجوامع ١٢۔ حواشی المفہمۃ ١٣۔ خلاصۃ الفوائد المحمدیہ ١٤۔ درر السنیۃ ١٥۔ الدقائق المحکمۃ ١٦۔ دیوان شعرہ ١٧۔ الزبدۃ الرائقۃ۔ ١٨۔ شرح الجامع الصحیح للبخاری۔ ١٩۔ شرح الشمسیہ ٢٠۔ شرح صحیح مسلم۔ ٢١۔ شرح مختصر مزنی ٢٢۔ شرح منہاج للبیضاوی ٢٣۔ غایۃ الوصول ٢٤۔ الغرر البہیۃ ٢٥۔ فتح الالٰہ الماجد ٢٦۔ فتح الباقی ٢٧۔ فتح الجلیل ٢٨۔ فتح رب البریہ ٢٩۔ فتح الرحمٰن ٣٠۔ فتح الوہاب ٣١۔ فتوحات الالہیہ ٣٢۔ الفتحۃ الانسیہ ٣٣۔ شرح الیساغوجی ٣٤۔ منہاج الکافیہ ٣٥۔ نہج الطلاب ٣٦۔ نہایۃ شرح الکفایۃ۔ [1]

---

[1] ہدیۃ العارفین ص ۶۴۱ جلد اول مطبوعہ دار الفکر
فوائد الجامعہ ص ۳۴۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۴ء
فہرس الفہارس جلد اول، معجم المؤلفین جلد ۴ ص ۱۸۲ (بیروت)
مجددون فی الاسلام ص ۳۴۱
الکواکب السائرہ جلد اوّل
شذرات الذہب جلد ۸
الشعرانی، امام التصوف فی عصرہ، از یوسف العش۔

الشیخ شہابُ الدّین احمد بن علی المعروف بہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ

آپ ۲۳ شعبان ۷۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد ماجد شیخ نورالدین علی علیہ الرحمۃ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ ۹ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۷۸۴ھ میں مکہ مکرمہ گئے اور فریضۂ حج ادا کیا۔ اس کے بعد وہاں کے مشاہیر علماء و فضلاء سے استفادہ کیا۔ سب سے پہلے شخص جن سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہوا وہ شیخ عفیف الدین النشاوری ہیں آپ نے ان سے صحیح بخاری کی سماعت کی۔ ان کے علاوہ عالم حجاز ابوحامد محمد بن ظہیرہ اور شیخ جمال بن ظہیرہ سے کسبِ فیض کیا۔ اور اسی سال مسجد حرام میں تراویح میں پورا قرآن کریم سُنایا۔

جب آپ سن رشد کو پہنچے تو علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور دور دراز ملکوں کا سفر کیا، جن ملکوں کا سفر کیا ان میں حرمین شریفین کے علاوہ اسکندریہ، نابلس، رملہ، غزہ، یمن، قرص، شام، اور حلب وغیرہ شامل ہیں۔ ۷۹۶ھ میں آپ قاہرہ وارد ہوئے اور حافظ زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحمٰن عراقی سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ دیگر علوم اپنے وقت کے جیّد علماء سے حاصل کئے۔

تحصیل علم اور ان میں کمال پیدا کرنے کے بعد آپ نے درس و تدریس کی مسند بچھائی۔ آپ کے فضل و کمال کا شہرہ سُن کر دُور دراز ملکوں سے شائقین علوم نے جوق در جوق آپ کی طرف رجوع کیا اور وقت کے اکابر علماء و فضلاء تک نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور مصر کے بیشتر علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا، آپ نے خانقاہ بیبرسیہ میں تقریباً بیس (۲۰) سال تک فقہ حدیث اور قرآن کریم کا درس دیا۔ اسی طرح شیخونیہ، جامع القلع، اور جمالیہ میں کچھ عرصہ تک قال اللہ قال الرسول کے نغمے سنائے۔ پھر مونیدیہ میں فقہ کا درس دیا، درس و تدریس کے ساتھ جامع ازہر اور جامع عمرو میں خطیب کے فرائض

انجام دیتے تھے۔

تصانیف

۱۔ تعلیق التعلیق
۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری
۳۔ بلوغ المرام
۴۔ لسان المیزان
۵۔ الدرایہ فی منتخب تخریج احادیث الہدایہ
۶۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ
۷۔ تہذیب التہذیب
۸۔ تقریب التہذیب
۹۔ تعجیل النفعۃ
۱۰۔ الدرر الکامنہ
۱۱۔ نخبۃ الفکر
۱۲۔ تخریج احادیث الاذکار للنووی

۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ کو علم و حکمت کا یہ آفتاب غروب ہوا۔[۱]

حافظ عراقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

موصوف ان کے شاگردوں میں حدیث میں سب سے زیادہ عالم تھے۔

حافظ تقی الدین ابن فہد موصوف کے متعلق لکھتے ہیں:

امام، علامہ، حافظ، محقق، بڑے متدین، بااخلاق، مجالس میں خوش گفتار، حسن ادا کے بادشاہ، اور اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ آنکھوں نے ان جیسا نہیں دیکھا۔"

حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ان کا تذکرہ حسب ذیل الفاظ سے شروع کیا ہے۔

شیخ الاسلام و امام الحفاظ فی زمانہ و حافظ الدیار والمصر بل حافظ الدنیا مطلقاً، قاضی القضاۃ شہاب الدین ابوالفضل احمد الخ

۱؎ ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۱۷۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
بستان المحدثین ص ۱۹۲ طبع کراچی۔ معجم المؤلفین جلد ۲ ص ۲۰ (بیروت)
فوائد جامعہ ص ۳۷۴ طبع کراچی ۱۹۶۴ء
ہدیۃ العارفین جلد اول ص ۱۲۸ مطبوعہ دار الفکر
الفوائد البہیۃ ص ۱۶ حاشیہ ۱ طبع کراچی از مولانا عبدالحی لکھنوی

الشیخ زین الدین ابراہیم بن احمد بن عبد الواحد التنوخی البعلی ثم الشامی رحمہ اللہ

۶۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور دمشق میں تعلیم و تربیت پائی۔ قرأت کی تکمیل برہان الدین جبری، الرضی، المرادی، ابوحیان اندلسی، الوادی آشی اور ابن السراج سے کی، فقیہ بارزی سے حماۃ میں، ابن النقیب سے حلب میں اور فقیہ ابن القماع سے مصر میں فقہ پڑھی، محدث تقی الدین سلیمان، اسماعیل بن یوسف، عیسیٰ بن مطعم، ابوبکر بن احمد بن عبد الدائم، محدثِ حجاز ایوب بن نعمت الکمال، حافظ برزالی، اور حافظ مزی سے حدیثوں کا سماع کیا۔

جن شیوخ سے موصوف کو روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے ان کی تعداد چار سو سے متجاوز ہے اسی طرح بہت سے مشائخ وقت سے تدریس، افتاء اور قرأۃ کی تعلیم کی بھی موصوف کو اجازت ملی۔ حدیث میں ایسا کمال بہم پہنچایا تھا کہ ان کے شیوخ بھی ان سے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ انہی میں سے حافظ ذہبی بھی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک زمانہ تک موصوف کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ اور میں نے ان سے خوب استفادہ کیا، انہوں نے میرے حق میں دعا بھی کی تھی جس کے آثار اب محسوس کرتا ہوں، جب میں مکہ مکرمہ میں تھا اس زمانہ میں ۸۰۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

آپ کی تالیفات میں سے کتاب الاربعین ہے۔ [1]

---

[1] ہدیۃ العارفین جلد اول صـ ۱۸ دار الفکر
فوائد جامعہ صـ ۳۴۴ مطبوعہ کراچی
الدرر الکامنہ از حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ جلد اول
صـ ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ)

الشیخ ابو العباس احمد بن ابی طالب محدث حجاز رحمہ اللہ

۶۲۴ھ سے قبل پیدا ہوئے۔ ۶۳۰ھ میں دمشق کے اندر فاسیون میں محدث زبیدی سے صحیح بخاری کا سماع کیا۔ اور اس عہد کے نامور محدث ابن اللتی، قطیعی، ابن روزبہ اور جعفر بن علی سے حدیثیں سنیں، پھر حدیث کا درس دینا شروع کیا، عمر نہایت طویل پائی تھی۔ بلادِ اسلامیہ دمشق، قاہرہ، حماۃ، بعلبک اور حمص وغیرہ میں کم و بیش ساٹھ ستر مرتبہ بخاری پڑھائی اور زندگی ہی میں اعزاز و اکرام حاصل ہوا۔

مورخ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"ہم نے ان سے "دار الحدیث اشرفیہ" میں سردی کے موسم میں ۵۰ جزؤں کا سماع کیا اور اجازت لی"۔

حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) رقمطراز ہیں:

"حفاظ حدیث ان پر ٹوٹے پڑتے تھے اور شہر شہر سے ان کی طرف سفر کر کے پہنچتے تھے۔ ۷۱۰ھ سے وفات تک ٹھٹ لگا رہا"۔

حافظ شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں:

"ان سے ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے سماع کیا"۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ۲۵ برس تک موصوف کا قیام مقدم الحجاز میں رہا تھا اسلئے حجاز سے مشہور ہوئے۔ ۷۳۰ھ میں انتقال ہوا۔ [1]

---

[1] البدایہ والنہایہ، جلد ۱۴
الدرر الکامنہ، جلد اول
فتح المغیث صـ ۳۱۰ طبع انوار محمدی لکھنؤ (انڈیا)
فوائد جامعہ صـ ۴۴۵، فہرس الفہارس جلد اول

الشیخ سراج الدین حسین بن المبارک محدث زبیدی حنفی علیہ الرحمۃ [۴۲]

موصوف مشہور زاہد شیخ محمد بن یحییٰ بن زبیدی کے پوتے تھے۔ سنہ ۵۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے قرآن مجید مختلف قرأتوں سے پڑھا اور پھر علوم و فنون کی تحصیل کی، اپنے دادا، شیخ ابوالوقت ابوزرعہ اور ابوزید حموی سے حدیث و فقہ پڑھی اور ان میں بصیرت پیدا کی، پھر وزیر ابوالمظفر بن ہبیرہ کے مدرسہ میں حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ موصوف مذاہب فقہیہ کے وسیع النظر اور روایت حدیث کو مستند شیوخ میں سے تھے۔

حافظ ابن رجب حنبلی (م سنہ ۷۹۵ھ) طبقات الحنابلہ جلد ۲ میں رقمطراز ہیں:

" موصوف فقیہ، فاضل، متدین اور نیک تھے، متواضع اور با اخلاق تھے انہوں نے بغداد، دمشق، حلب وغیرہ میں حدیث کا درس دیا اور بہت سے لوگوں نے ان سے سُنا۔

حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی "تاج العروس" میں لکھتے ہیں:

حسن اور حسین دونوں مبارک زبیدی کے فرزند ہیں اور دونوں نے ابوالوقت سے صحیح بخاری کا سماع کیا۔

سنہ ۶۳۱ھ میں انتقال ہوا اور جامع منصور (بغداد) میں دفن کئے گئے۔

موصوف کی تالیفات میں سے " البلغۃ فی الفقہ" زیادہ مشہور ہیں۔ [۱]

---

[۱] فوائد جامعہ ص ۴۹۴ طبع کراچی
الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ جلد اول
ہدیۃ العارفین جلد اول ص ۳۱۲ طبع دارالفکر
ذیل تذکرۃ الحفاظ از علامہ زاہد کوثری رح ص ۲۹۵

الشیخ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ محدث ہروی علیہ الرحمۃ [۴۱]

موصوف سنہ ۴۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ہراۃ میں تعلیم و تربیت پائی۔ سنہ ۴۶۵ھ میں محدث جمال الاسلام داؤدی وغیرہ سے صحیح بخاری، مسند دارمی [ج] اور منتخب عبد بن حمید وغیرہ کا سماع کیا۔ موصوف کے شیوخ حدیث میں محدث ابو عاصم الفضل، محمد بن ابی سعود اور شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کا نام سر فہرست آتا ہے، خوزستان، بصرہ، عراق اور حجاز کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے بھی استفادہ کیا، درس حدیث میں موصوف کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے۔

" موصوف قرأۃ پر بڑے صابر تھے، شیخ صالح اور یادگار سلف تھے۔ بڑے ذاکر، تہجد گزار اور رونے والے تھے۔"

ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں:

" بغداد میں آئے تو خلقت ان پر ٹوٹ پڑی، بڑے نیک، متواضع خوش خلق، بڑے متدین اور روایت کے دلدادہ تھے۔"

حافظ ذہبیؒ نے "تذکرۃ الحفاظ میں ان کو "مسند زمانہ الامام" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ [۱]

سنہ ۵۵۳ھ میں انتقال فرمایا۔

---

[۱] کتاب المنتظم جلد اول از محدث جوزی رح
شذرات الذہب جلد چہارم
فوائد جامعہ ص ۴۵۱ طبع کراچی

[ج] یہ حدیث کی مشہور کتاب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام دارمی سمرقندی متوفی ۲۵۶ھ کی تصنیف ہے جس میں ۳۵۵۷ احادیث درج ہیں۔
(بستان المحدثین)

الشیخ ابو الحسن عبد الرحمٰن بن مظفر محدث داؤدی علیہ الرحمۃ

موصوف ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو علی فجروی سے ادب سے پڑھا ابو بکر القفال مروزی، ابو الطیب سہل صعلوکی، ابو حامد اسفرائنی اور فقیہ ابو سعید بحر بن منصور سے نیشاپور، بغداد اور پوشنج میں فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ابو علی دقاق اور ابو عبد الرحمٰن سلمی سے تصوف کی تعلیم حاصل کی اور ان کی صحبت سے خوب استفادہ کیا۔ محدث ابو الحسن بن الصلت سے بغداد میں، ابو عبد اللہ الحافظ سے نیشاپور میں اور ابو محمد بن ابی شریح وغیرہ سے پوشنج میں حدیثوں کا سماع کیا۔ اور پھر درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور ارشاد و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ ۱؎

حافظ عبد الکریم سمعانی کا بیان ہے۔

"امام ابو الحسن عبد الرحمٰن .... مشائخ خراسان کے سرتاج تھے۔ نواح پوشنج کا تو ذکر ہی کیا، اہل خراسان میں ان کا فضل و کمال، ان کی سیرت اور ورع و تقویٰ مشہور تھا۔" ۲؎

حافظ ذہبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ابو الحسن داؤدی .... علم و فضل، جلالت و قدر اور سند میں شیخ خراسان تھے۔ شیخ ابو محمد بن حمویہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ روایتیں کی ہیں۔" ۳؎

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

موصوف نے بڑی حدیثیں لکھیں، درس دیا، فتویٰ دیا، تصنیف کی، لوگوں میں وعظ کیا۔ ان کی زبان یادِ الٰہی سے تھکتی نہ تھی۔"

۴۶۷ھ میں رحلت فرمائی۔ ۴؎

۱؎ فوائد جامعہ ص ۵۳ ۲؎ کتاب الانساب ورق ص ۲۲۰
۳؎ کتاب العبر جلد ۳ ص ۲۶۵ ۴؎ البدایۃ والنہایہ ص ۱۱۲ جلد ۱۲

الشیخ ابو محمد عبد اللہ بن احمد محدث سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

موصوف ۲۹۳ھ میں پیدا ہوتے اور اس عہد کے اکابر محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ فربری علیہ الرحمۃ کے مشہور شاگردوں میں سے تھے اور راوی صحیح بخاری سے مشہور تھے۔

حافظ ذہبی علیہ الرحمۃ نے تذکرۃ الحفاظ میں حافظ ابن مقری کے تذکرہ میں ان کو "مسند خراسان" اور راوی صحیح البخاری" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔"

حافظ موصوف "کتاب العبر" میں لکھتے ہیں:

عبد اللہ بن احمد .... سرخسی محدث، ثقہ، فربری سے صحیح بخاری کے اور عیسیٰ بن عمر سمرقندی سے کتاب دارمی اور ابراہیم بن خریم سے مسند[۲] عبد بن حمید کے راوی تھے۔

۳۸۱ھ میں انتقال فرمایا۔ ۱؎

۱؎ فوائد جامعہ ص ۵۶ طبع کراچی ۱۹۶۴ء
کتاب العبر فی خبر من غبر، جلد ۳ ص ۱۶
تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی علیہ الرحمۃ (م ۷۴۸ھ)
شذرات، جلد ۳ ص ۱۰۰
النجوم الزاہرہ، جلد ۴ ص ۱۶۱

۲؎ یہ ابو محمد عبد الحمید بن حمید بن نصر کی تصنیف ہے۔ یزید بن ہارون، عبد الرزاق محمد بن بشیر اور دیگر ائمہ فن حدیث سے حدیث کا استفادہ کیا۔ فن حدیث کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں۔ اور بہت ثقہ اور معتبر خیال کئے جاتے ہیں۔ ۲۴۳ھ ان کا سال وصال ہے۔ دوسری تصنیف ان کی ایک تفسیر ہے جو دیارِ عرب میں مشہور اور متداول ہے۔" (بستان المحدثین ص ۵۶ مطبوعہ کراچی)

الشیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف فربری الشافعی علیہ الرحمۃ

۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ کی تحصیل کی اور حدیثوں کا سماع اربابِ کمال سے کیا۔ فربر میں علی بن خشرم سے حدیثیں سُنیں۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے صحیح بخاری کا دُو مرتبہ سماع کیا۔ پہلی مرتبہ اپنے وطن فربر میں ۲۴۸ھ میں، دوسری مرتبہ مصنف کے وطن بخارا میں ۲۵۲ھ میں۔ [1]

حافظ ابن خیر مالکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"ابوذر کا بیان ہے مَیں نے ابوالہیثم محمد سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے ابونصر بخاری سے سُنا وہ کہتے تھے، محمد بن یوسف فربری کو اس کتاب (یعنی بخاری) کا سماع امام بخاری علیہ الرحمۃ سے دو مرتبہ ہُوا، ایک مرتبہ فربر میں ۲۴۸ھ میں اور دوسری مرتبہ بخارا میں۔" [2]

شیخ محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ (م ۹۸۶ھ) لکھتے ہیں: [5]

بخاری علیہ الرحمۃ سے ان کی جامع کو ۹۰ ہزار علماء نے سُنا، جن میں بجز فربری کے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ اُنھوں نے امام بخاری سے صحیح بخاری کو ۳ مرتبہ سُنا۔ [3]

حافظ ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یہ صاحب ورع و تقویٰ اور ثقہ تھے۔ [4]

۳ شوال ۳۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔

---

۱ فوائد جامعہ صہ ۴۵۷ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۴ء

۲ فہرست ابن خیر صہ ۹۵

۳ فوائد جامعہ

۴ کتاب العبر جلد ۲ صہ ۱۸۲

۵ حدائق الحنفیہ صہ ۴۰۸ مطبوعہ لاہور

امیر المؤمنین فی الحدیث الشیخ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری الشافعی علیہ الرحمۃ

امام بخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ میں جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے۔ جائے پیدائش شہر بخارا ہے جو بقول علامہ کرمانی (م ۷۸۶ھ) مجمع الفقہاء، معدن الفضلاء، منشار العلماء، قبۃ الایمان اور بلادِ اسلام کا حسین ترین شہر ہے۔

صاحبِ تاریخ بخارا نے ذکر کیا ہے کہ آپ بچپن ہی میں نابینا ہوگئے تھے، جس کی وجہ سے ان کی والدہ کو سخت قلق رہتا تھا اور وہ نہایت گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ کی جناب میں ان کی بصارت کے لیے دُعا کیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ شب کو ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرمارہے ہیں کہ حق تعالیٰ نے تیری گریہ و زاری اور کثرتِ دُعا کے سبب سے تیرے فرزند کو بصارت عطا فرمادی ہے، جب وہ صبح کو اُٹھیں تو اپنے لختِ جگر کی آنکھوں کو روشن اور بینا پایا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ کی تربیت و نگرانی میں حاصل کی۔ جب دسویں سال میں قدم رکھا تو تحصیلِ علم کا شوق آپ کو کشاں کشاں علمی درسگاہوں میں لے گیا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ بخارا میں امام داخلی علماءِ حدیث میں سے تو ان کی خدمت میں آمد و رفت شروع ہوئی۔ جب آپ سولہ[16] برس کے ہوئے تو عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی تمام کتابیں یاد کرلیں اور وکیع کے نسخے بھی ازبر کرلیے۔

پھر اپنی والدہ ماجدہ اور بھائی احمد کے ہمراہ برائے حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے، حج سے فراغت پائی تو ان کی والدہ اور بھائی وطن واپس ہوگئے اور خود بلادِ حجاز میں طلب حدیث کے لیے رُک گئے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے تحصیلِ علمِ حدیث اور زیارت علماء کے لیے دُور دراز کے سفر کیے اور ہمیشہ سخت سے سخت مصیبتوں کو برداشت کرتے رہے۔

لیکن آپ کی ہمت عالی نے راحتِ جسمانی کو علمی شوق پر غالب نہ ہونے دیا اور ایک روز ان مصائب کے معاوضے میں انہیں آسمانِ علم وفضل کا روشن آفتاب کر چھوڑا، جس کی شعاعوں سے یہ دُنیا قیامت تک روشن رہیگی۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے کہا جاتا ہے کہ آپ کے اساتذہ کی کل تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔ خود امام بخاری علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰) آدمیوں سے حدیثیں سُنیں ان میں سب کے سب محدّث تھے۔ الغرض امام بخاری علیہ الرحمۃ کے شوقِ علم کا یہ حال تھا کہ شام عراق، بغداد اور خراسان وغیرہ میں کوئی محدّث ایسا نہ تھا جس کے خرمنِ فیض سے آپ نے خوشہ چینی نہ کی ہو۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ ۱۸ رسال کی عمر میں فاضل اجل ہو گئے تھے اور آپ کے علمی تبحر کی شہرت ایسی عام ہو چکی تھی کہ مسافتِ بعیدہ سے لوگ بغرض سمع حدیث آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ فربری کہتے ہیں کہ آپ سے براہِ راست ۹۰ ہزار آدمیوں نے جامع صحیح کو سُنا تھا۔ آپ کے شاگردوں میں بڑے پایہ کے علماء ومحدثین تھے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نہایت قوی الحافظہ تھے۔ استاذ سے جو بھی حدیث سنتے فوراً زبانی یاد ہو جاتی۔ جب ان کے زمانہ طالب علمی اور صرف استماعِ حدیث پر اکتفا کرنے پر غور کیا جاتا ہے تو تعجب ہی نہیں بلکہ حیرت ہوتی ہے کہ فیاضِ ازل جل جلالہٗ نے انہیں کس قسم کا دماغ عطا فرمایا تھا۔ ابن عدی علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔

قتیبہ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں فقہاء، زہاد اور عباد سب کے پاس بیٹھا ہوں لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے، امام بخاری جیسا کوئی نہیں دیکھا۔"

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کہ سرزمین خراسان نے امام بخاری علیہ الرحمۃ جیسا اور کوئی پیدا نہیں کیا۔"

عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی کہتے ہیں:

"کہ میں نے حرمین، حجاز، شام اور عراق کے بے شمار علماء کو دیکھا ہے لیکن امام بخاری جیسا جامع کسی کو نہ پایا۔"

امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ فرماتے ہیں:

"کہ آسمان تلے امام بخاری سے زیادہ حدیث کے جاننے والا کوئی نہیں۔"

عبداللہ بن حماد آملی فرماتے ہیں:

"کہ مجھے امام بخاری کے جسم کا ایک بال ہونا زیادہ پسند تھا۔"

۲۵۶ھ میں نمازِ عشاء کے بعد حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ آفتابِ تاباں ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔"

تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے طبقات الشافعیہ میں اور نواب صدیق حسن غیر مقلد نے "ابجد العلوم" میں ان کو شافعی لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک امام بخاری کی مباحث کا غالب حصہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مسلک سے ماخوذ ہے۔

تصانیف

۱۔ قضایا الصحابہ والتابعین
۲۔ التاریخ الکبیر
۳۔ التاریخ الاوسط
۴۔ التاریخ الصغیر
۵۔ الجامع الکبیر
۶۔ خلق افعال العباد
۷۔ المسند الکبیر
۸۔ اسامی الصحابہ
۹۔ کتاب الہبہ
۱۰۔ التفسیر الکبیر
۱۱۔ جزء رفع الیدین
۱۲۔ بدء المخلوقات

۱۳۔ کتاب العلل	۱۴۔ کتاب الفوائد
۱۵۔ کتاب الوحدان	۱۶۔ ادب المفرد
۱۷۔ کتاب الضعفاء الصغیر	۱۸۔ الجامع الصغیر
۱۹۔ بر الوالدین	۲۰۔ کتاب الاشربہ
۲۱۔ کتاب الکنیٰ	۲۲۔ جزء القراۃ خلف الامام
۲۳۔ کتاب المبسوط	۲۴۔ الجامع الصحیح

الجامع الصحیح (بخاری شریف) کا مختصر تعارف

یہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی سب سے زیادہ مشہور، مقبول، مہتم بالشان اور رفیع المنزلت تالیف ہے جس کا پورا نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سننہ و ایامہ" ہے۔ امام بخاری اس پہ بہت ناز فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا کے یہاں میں نے بخاری کو نجات کا ذریعہ بنایا ہے۔

تعداد روایات

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ روایات مرفوعہ کی تعداد ۷۳۹۷ ہے اور تکرار کے ساتھ متابعات و تعلیقات کی تعداد ۱۳۴۱ ہے جن میں اکثر کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے سنداً بیان کر دیا ہے۔ موقوفات صحابہ و مقطوعات تابعین کی تعداد ۳۴۱ ہے۔ اس طرح مجموعی تعداد ۹۰۷۹ ہے۔

ثلاثیات

وہ احادیث کہلاتی ہیں جن میں راوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔ یہ احادیث اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں۔ بخاری میں صرف ۲۲ ثلاثیات ہیں جو امام بخاری علیہ الرحمۃ کا مابہ الافتخار ہیں۔ ان میں سے ۲۰ احادیث انہوں نے اپنے حنفی شیوخ سے نقل کی ہیں۔

حواشی و شروح

۱۔ اعلام السنن : ابو سلیمان احمد بن محمد ابراہیم خطابی (م ۳۰۸ھ)

۲۔ شرح الجامع : ابو القاسم احمد بن محمد بن عمر تمیمی۔
۳۔ شرح الجامع : امام قطب الدین عبد الکریم بن عبد النور حلبی م ۷۳۵ھ
۴۔ شرح الجامع : ناصر الدین علی بن محمد سکندرانی۔
۵۔ التلویح : حافظ علاؤ الدین مغلطائی ابن تلیح ترکی مصری حنفی (م ۷۶۲ھ)
۶۔ فتح الباری : شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)
۷۔ الکوثر الجاری : شیخ احمد بن اسمٰعیل الکورانی الحنفی (م ۸۹۳ھ)
۸۔ کوثر المعانی : شیخ محمد خضر بن عبد اللہ شنقیطی۔
۹۔ عمدۃ القاری : علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی (م ۸۵۵ھ)
۱۰۔ ارشاد الساری : شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی (م ۹۲۳ھ)
۱۱۔ الکوکب الدراری : علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی (م ۷۸۶ھ)
۱۲۔ مجمع البحرین : شیخ تقی الدین یحییٰ بن شمس الدین۔
۱۳۔ اللامع الصبیح : علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الدائم شافعی (م ۸۳۱ھ)
۱۴۔ التلقیح : شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی (م ۸۴۱ھ)
۱۵۔ مصابیح الجامع : علامہ بدر الدین محمد بن ابی بکر دمامینی (م ۸۲۶ھ)
۱۶۔ شواہد التوضیح : سراج الدین عمر بن علی الشافعی (م ۸۰۴ھ)
۱۷۔ ہدایۃ الباری : شیخ الاسلام ذکریا انصاری (م ۹۲۸ھ)
۱۸۔ تیسیر القاری : علامہ نور الحق بن عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۷۳ھ)
۱۹۔ التوشیح علی الجامع : حافظ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)
۲۰۔ نجاح القاری : شیخ عبد اللہ بن محمد اماسی حنفی (م ۱۱۶۷ھ)
۲۱۔ شرح : شیخ الاسلام بن محب اللہ بخاری
۲۲۔ النوری الساری : علامہ الحسن العدوی الازہری (م ۱۳۰۳ھ
۲۳۔ فتح الباری : ابو طاہر مجد الدین محمد بن یعقوب الشیرازی (م ۸۱۶ھ)
۲۴۔ عون الباری : نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ)

۲۵ - نبراس الساری : مولانا ابوسعید محمد بن عبدالعزیز حنفی علیہ الرحمۃ

۲۶ - فیض الباری : مولانا عبدالاوّل زید پوری (م ۹۶۸ھ)

۲۷ - نور القاری : شیخ نورالدین احمد آبادی علیہ الرحمۃ

۲۸ - منہج الباری : (فارسی) از والدہ ماجدہ حافظ دراز پشاوری۔

۲۹ - فیض الباری : علّامہ انور شاہ کشمیری

۳۰ - فیوض الباری (اُردو) علامہ محمود احمد رضوی لاہوری مدظلہ

۳۱ - تفہیم البخاری (اُردو) : علّامہ غلام رسول رضوی فیصل آبادی (مدظلہٗ)

۳۲ - حاشیہ صحیح بخاری : امام احمد رضا خاں بریلوی م ۱۹۲۱ء (غیر مطبوعہ)

۳۳ - حاشیہ علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی۔

۳۴ - حاشیہ : مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۸ھ)

۳۵ - نعیم الباری فی انشراح البخاری، مفتی احمد یار خاں گجراتی (م ۱۹۷۱ھ) بخاری پر عربی حاشیہ غیر مطبوعہ)

۳۶ - بشیر القاری شرح صحیح الباری (اُردو) مولانا غلام جیلانی میرٹھی (م ســــہ ھ) نامکمل

۳۷ - تعلیقات علی البخاری : مفتی محمد یوسف فرنگی محلی (م ۱۸۷۰ھ)

۳۸ - حاشیہ بخاری : قاضی عبدالسبحان ہزاروی (م ۱۹۵۶ء) غیر مطبوعہ

۳۹ - رحمت الباری : مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی مدظلہ زیر ترتیب

۴۰ - شرح صحیح بخاری : مولانا سید حامد جلالی (م ۱۹۷۳ھ) [1]

---

[1] بستان المحدثین، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ کراچی

ظفر المحصلین، مولانا محمد حنیف گنگوہی۔ مطبوعہ کراچی

مرآۃ التصانیف جلد اول مرتبہ مولانا حافظ عبدالستار لاہوری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

تذکرہ علمائے فرنگی محل، مولانا محمد عنایت اللہ ص ۲۰۹ طبع لکھنؤ ۱۹۳۰ء

حدائق الحنفیہ، مولانا فقیر جہلمی ص ۵۰۴ طبع لاہور

[2] مفتی محمد یوسف علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (حدائق الحنفیہ)

مولانا عبدالمالک عبّاسی علیہ الرحمۃ

مولانا عبدالحئی مرحوم سابق ناظم ندوۃ العلماء موصوف کے بارے میں لکھتے ہیں :

"کان حافظاً للقرآن و صحیح البخاری لفظاً و معنی و کان یدرس عن ظہر قلبہ (یاد ایام)

ان کو قرآن کریم اور صحیح بخاری زبانی یاد تھی، الفاظ بھی اور اس کے مطالب بھی اور یہ زبانی درس دیتے تھے۔ [1]

مولانا ابوسعید ظہور الحق پھلواری علیہ الرحمۃ

۱۱۸۴ھ میں پھلوارہ (انڈیا) میں ولادت ہوئی۔ علمائے پھلوارہ سے ابتدائی درسیات پڑھ کر ملّا جمال ڈھردی سے تکمیل کی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے دہلی میں جاکر علم حدیث کی سند لی۔ ۱۲۰۰ھ میں والد گرامی کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ آخری عمر میں عظیم آباد (انڈیا) چلے گئے۔ تمام عمر درس و تدریس اور مخلوق خدا کی بھلائی میں گزاری۔ ۱۲۳۴ھ میں انتقال کیا اور ان کی میّت پھلوارہ میں منتقل کی گئی۔ [2]

صاحب ظفر المحصلین لکھتے ہیں :

"موصوف بخاری و مسلم اور حصن حصین [4] کے حافظ تھے۔" [3]

---

[1] ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۱۱ طبع کراچی ۱۹۸۶ء

[2] تذکرہ علمائے اہلسنت از محمود احمد کانپوری ص ۱۰۹ مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۹۲ء

تیرہویں کے فقہاء ہند جلد اول ص ۳۳۵ طبع لاہور ۱۹۸۲ء

[3] ظفر المحصلین ص ۱۱۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

[4] یہ ابوالخیر، قاضی القضاۃ، شمس الدین محمد بن محمد دمشقی (م ۸۳۳ھ) کی مشہور تصنیف ہے۔

مولانا سید عبدالصمد سہسوانی علیہ الرحمۃ

۱۸۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۷ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ گیارہ برس کی عمر میں صرف نحو اور علوم شرعیہ کی تعلیم پانے کے بعد حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے اور علوم و فنون کی تکمیل کی، حضرت سیف المسلول ۳؎ اور مولانا شاہ نورُ احمد سے بھی استفادہ کیا، پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے اور مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ سید مبارک علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر ۹ ماہ میں بخاری و مسلم سنائی، تصوف کی کتب کا درس لیا۔ اور طریقہ عالیہ قادریہ چشتیہ کی سند اجازت حاصل کی۔ مدینہ طیبہ سے واپسی پر "مدرسہ قادریہ" میں قیام کرکے درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔

سنہ ۱۳۲۳ھ میں انتقال فرمایا۔

مولانا محمود احمد قادری استاذ مدرسہ احسن المدارس کانپور لکھتے ہیں:

"یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آپکو بخاری شریف مکمل مع رواۃ زبانی یاد تھی اور حصین حصین بھی۔" ۱؎

مولانا رحمت اللہ الہ آبادی علیہ الرحمۃ

ان کی اصل پنجاب سے ہے بچپن میں دونوں آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ جب سن تمیز کو پہنچے تو تھوڑے عرصہ میں قرآن حکیم یاد کرلیا، صرف اور نحو کی کتابیں اپنے زمانہ کے علماء سے زبانی یاد کرلیں۔ نہایت ذکی الطبع اور قوی حافظہ تھے۔ کہتے ہیں صرف تین مرتبہ سننے سے ورق ورق یاد ہو جاتا تھا۔ لغت کی مشہور کتاب قاموس چھ ۶ ماہ میں یاد کرلی۔ اور صحاح ستہ زبانی یاد تھی۔

سنہ ۱۸۷۶ء کو انتقال ہوا۔ ۲؎

۱؎ تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۲۸

۲؎ تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمٰن علی ص ۱۸۹ مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۱ء

۳؎ مولانا فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۲۸۹ھ)

حضرت مولانا حافظ محمود قدس سرہٗ

خواجہ خدا بخش خیرپوری (م سنہ ۱۲۵۰ھ) ۱؎ شاگرد رشید حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م سنہ ۱۱۷۶ھ) و خلیفہ مجاز حضرت حافظ جمال اللہ چشتی ملتانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ہمارے خاندان میں ایک بزرگ مولوی محمود علیہ الرحمۃ ہو گزرے ہیں جو کہ ولی کامل تھے وہ مکمل بخاری شریف اور قرآن مجید کے حافظ تھے" ۲؎

یاد رہے کہ موصوف قریشی النسل اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ ۳؎

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزید حالات کے لیے درج کتب کا مطالعہ کریں۔

۱۔ کتاب الفہرست از ابن ندیم ۲۔ تہذیب الاسماء جلد اول
۳۔ تاریخ بغداد جلد دوم ۴۔ وفیات الاعیان جلد اول
۵۔ طبقات الحنابلہ ۶۔ تذکرۃ الحفاظ جلد دوم
۷۔ طبقات الشافعیہ جلد دوم ۸۔ البدایہ والنہایہ جلد ۱۱
۹۔ مراۃ الجنان، جلد دوم ۱۰۔ تہذیب التہذیب جلد ۹
۱۱۔ مقدمہ ہدی الساری لفتح الباری ۱۲۔ الوافی بالوفیات جلد ۲
۱۳۔ مفتاح السعادت، جلد دوم ۱۴۔ روضات الجنات
۱۵۔ حیات بخاری از جمال الدین قاسمی ۱۶۔ ہدیۃ العارفین، جلد دوم
۱۷۔ اتحاف النبلاء ۱۸۔ بستان المحدثین
۱۹۔ الحطہ بذکر صحاح الستہ ۲۰۔ تذکرۃ المحدثین از غلام رسول سعیدی
۲۱۔ حدائق الحنفیہ ۲۲۔ تذکرۃ المصنفین ۲۳۔ ظفر المحصلین

۱؎ گلزارِ ابرار جالیہ از علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ ص ۳۱ طبع ملتان

۲؎ خیر البلاد از محمد الیاس قیصر ص ۱۲ مطبوعہ خیرپور ٹامیوالی (بہاولپور) سنہ ۱۹۷۵ء

۳؎ اولیاء بہاولپور، از سید مسعود حسن شہاب، ص ۱۶۷ طبع بار دوم لاہور سنہ ۱۹۸۴ء

بارگاہِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کا مقام

عبدالواحد طوسی علیہ الرحمۃ جو اپنے زمانہ کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے، خواب میں دیکھا کہ جناب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ اپنے اصحاب کے برسرِ راہ منتظر کھڑے ہیں، انہوں نے سلام کر کے عرض کی! یا رسول اللہ (علیہ السلام) کس کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری علیہ الرحمۃ کی وفات کی خبر سُنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں مَیں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ ۱؎

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کی ایک رباعی

؎ اغتنم فی الفراغ فضل رکوع
فعسی ان یکون موتک بغتۃً

ترجمہ: فرصت کے وقت ایک نماز کی فضیلت کو غنیمت جان۔
کیوں کہ شاید تیری موت اچانک آجائے۔

؎ کم صحیح رأیت من غیر سقم
ذہبت نفسہ الصحیحۃ فلتۃ

ترجمہ: مَیں نے بہت سے تندرستوں کو دیکھا کہ بلا کسی مرض کے ان کا تندرست نفس اچانک چل بسا۔ ۲؎

• صحیح بخاری کی تالیف میں سولہ سال کی طویل مدت صرف ہوئی۔ جب آپ کسی حدیث کو لکھنے کا ارادہ کرتے تو کتاب میں درج کرنے سے پہلے غسل کرتے اور حق تعالیٰ سے استخارہ کر کے ۲ دو رکعت نفل ادا کرتے۔ ۳؎

۱؎ بستان المحدثین صہ ۱۷۴ طبع کراچی
۲؎ بستان المحدثین صہ ۱۷۵
۳؎ ظفر المحصلین صہ ۱۱۱ طبع کراچی، مقدمہ فتح الباری

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی مدظلہ
|
حضرت مولانا غلام رسول رضوی مدظلہ
|
حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ
|
حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ
|
حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

حضرت شاہ آلِ رسول علیہ الرحمۃ — علامہ سید احمد دحلان مکی — شیخ حسین صالح مکی

حضرت شاہ آلِ رسول علیہ الرحمۃ
|
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
|
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

نوٹ: بقیہ محدثین کے حالات باب اول میں ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ حسین صالح مکی
|
ان کا سلسلہ حدیث ۱۱ واسطوں سے امام بخاری سے ملتا ہے۔
|
شیخ محمد عابد سندھی مدنی علیہ الرحمۃ

شیخ الاسلام سیّد احمد بن زینی دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ

آپ کا شمار مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ مسلکاً آپ شافعی تھے اور مفتی کے عہدہ پر فائز تھے۔

صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں:

"احمد بن السید زینی دحلان المفتی و رئیس العلماء شیخ الخطباء الشافعی المکی الخ"[1]

تصانیف

۱۔ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب ۲۔ تاریخ الدول الاسلامیہ
۳۔ تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ۴۔ حاشیہ علی متن السمرقندیہ فی الآداب
۵۔ خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام ۶۔ الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ
۷۔ رسالۃ الاستعارات ۸۔ رسالۃ الاعراب جاء زید
۹۔ رسالۃ البینات ۱۰۔ رسالہ فی بیان العلم
۱۱۔ رسالہ فی فضائل الصلوٰۃ ۱۲۔ السیرۃ النبویۃ
۱۳۔ شرح الاجرومیۃ ۱۴۔ فتح الجواد المنان
۱۵۔ الفتح المبین فی فضائل الخلفاء الراشدین واہل البیت الطاہرین
۱۶۔ الفوائد الزینیۃ فی شرح الالفیۃ للسیوطی۔ ۱۷۔ منہل العطشان
۱۸۔ النصر فی احکام صلاۃ العصر

سنہ ۱۳۰۴ھ میں مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔

سنہ ۱۲۹۵ھ میں جب مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد کی معیت میں پہلی بار حج و زیارت کے لئے گئے تو موصوف نے آپکو حدیث کی اجازت بخشی۔[2]

[1] ہدیۃ العارفین صـ ۱۹۱ جلد۱ دارالفکر

[2] تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صـ ۱۰۴ طبع لاہور، تذکرہ علماء ہند صـ ۹۸
تذکرہ علماء اہلسنت، صـ ۳۴ طبع فیصل آباد ۱۹۹۲ء

الشیخ حسین بن صالح جمل اللیل شافعی مکی قدس سرہ العزیز

حضرت شیخ سیّدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی قدس سرہٗ حرم مکہ میں امام و خطیب شافعیہ تھے۔ آپ عجیب خوش اوقات اور بابرکت بزرگ تھے۔ عرب، جاوہ، داغستان وغیرہا بلاد، نزدیک و دُور کے ہزاروں آدمی بلکہ ان کے مریدوں کے مُرید اور شرف بیعت و سلسلہ تلمذ سے مستفید تھے۔

سنہ ۱۲۹۵ھ میں مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنے والد ماجد کی معیت میں پہلی بار تشریف لے گئے تو ایک دن موصوف بغیر کسی تعارف کے نماز مغرب کے بعد مقام ابراہیم سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو تھامے ہوئے "انّی لاجد نور اللّٰہ فی ہذا الجبین" (میں اس پیشانی میں اللہ تعالیٰ کا نور پاتا ہوں)۔ فرماتے تھے اور ضیافت کے بعد صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت و سند دے کر رخصت کیا۔"

امام احمد رضا خاں بریلوی نے آپ سے سند حدیث کی اجازت اس طرح لکھی ہے۔

"اور میں صاحبِ برکت، صاحبِ صلاح حضرت حسین صالح جمل اللیل مکی سے راوی ہوں اور یہ راوی ہیں شیخ عابد سندھی مدنی (م سنہ ۱۲۵۷ھ) سے جو ایسے محدث ہیں کہ مستفدین دُور دُور سے چلکر ان کے پاس آتے تھے۔"

سنہ ۱۳۰۲ھ / سنہ ۱۸۸۴ء میں وصال ہوا۔[1]

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت صـ ۳۴
تذکرہ علمائے ہند صـ ۹۹
فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، از ڈاکٹر محمد مسعود احمد) صـ ۹۹
ماہنامہ جہان رضا لاہور، شمارہ جنوری فروری ۱۹۹۵ء

الشیخ الحافظ محمد عابد سندھی حنفی مدنی قدس سرہٗ

شیخ حافظ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب سندھی، محقق مدقق، فقیہ محدث، جامع علوم نقلیہ وعقلیہ، مدرس حدیث، حامیٔ مذہب حنفیہ تھے۔

شہر سیوان[ع] میں جو شہر بوبک کے پاس شمالی کنارہ نہر حیدر آباد سندھ پر واقع ہے پیدا ہوئے۔ زبید (یمن) صنعا وغیرہ کے علماء سے اکتساب فیض کیا۔ صنعاء میں وزیر کی بیٹی سے نکاح کیا اور ایک دفعہ صنعاء یمن کے امام کی طرف سے سفیر ہوکر مصر کو گئے اور وہاں سے اپنے وطن کو معاودت فرماکر کئی روز نواری (سندھ) میں اقامت اختیار کی۔ پھر مدینہ منورہ کو گئے اور وہاں والیٔ مصر کی طرف سے ریاست علماء کی آپ کو سپرد ہوئی۔

<u>تصانیف</u>

۱۔ مواہب اللطیفہ علی مسند الامام ابی حنیفہ
۲۔ طوالع الانوار علی الدر المختار
۳۔ شرح تیسیر الوصول الی احادیث الرسول
۴۔ شرح بلوغ المرام

۱۲۵۷ء میں انتقال فرمایا۔ اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان میں دفن ہوئے۔[۱]

---

[۱] حدائق الحنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی ص۔ ۹۰ ۴ طبع لاہور
نزہتہ الخواطر جلد ہفتم

[ع] سیون دریائے سندھ کے کنارے کوئٹہ اور کراچی لائن پر ریلوے سٹیشن ہے جہاں پر مشہور صوفی بزرگ شیخ عثمان علیہ الرحمۃ (لعل شہباز قلندر م ۶۵۰ھ) کا مزار ہے۔ بوبک بھی ریلوے سٹیشن ہے۔ سیون اور اس کے درمیان ۱۱ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

(حدائق الحنفیہ ص ۹۰ ۴ حاشیہ ۲، سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر ص ۲)

باب ۲

سلسلۃ الذہب

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی تا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۱ھ)

۱ : مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی حنفی دامت برکاتہم العالیہ

۲ : مولانا غلام رسول رضوی فیصل آبادی مدظلہٗ

۳ : مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ فیصل آبادی (م سنہ ۱۳۸۲ھ)

۴ : حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۳۶۲ھ)

۵ : اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۳۴۰ھ)

۶ : مولانا شاہ آلِ رسول مارہروی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۲۹۶ھ)

۷ : حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۲۳۹ھ)

۸ : امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۱۷۶ھ)

۹ : شیخ ابوطاہر کُردی مدنی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۱۴۵ھ)

۱۰ : شیخ ابراہیم کُردی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۱۰۱ھ)

۱۱ : شیخ سلطان مزآحی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۰۷۵ھ)

۱۲ : شیخ شہاب الدین احمد بن خلیل سُبکی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۰۳۲ھ)

۱۳ : شیخ نجم الدین غیطی علیہ الرحمۃ م سنہ ۹۸۴ھ

۱۴ : شیخ زین الدین زکریا انصاری علیہ الرحمۃ (م سنہ ۹۲۶ھ)

۱۵ : حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۸۵۲ھ)

۱۶ : شیخ صلاح بن ابی عمر مقدسی (م سنہ ۷۸۰ھ)

۱۷ : شیخ فخر الدین ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد مقدسی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۶۹۰ھ)

۱۸ : شیخ ابوالحسن مؤید بن محمد طوسی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۶۱۷ھ)

۱۹ : شیخ ابوعبداللہ محمد بن فضل بن احمد الفراوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۵۰۳ھ)

۲۰ : شیخ ابوالحسن عبدالغافر بن محمد الفارسی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۴۴۸ھ)

۲۱ : ابواحمد محمد بن عیسیٰ الجلودی نیشاپوری علیہ الرحمۃ (م سنہ ۳۶۸ھ)

۲۲ : ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان الجلودی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۳۰۸ھ)

۲۳ : ابوالحسن مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری علیہ الرحمۃ (م سنہ ۲۶۱ھ)

امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کی کنیت ابوالحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔ موصوف فن حدیث کے اکابرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم ان کی امامت کی گواہی دی ہے اور اُن کو محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔

ابن خلکان فرماتے ہیں کہ حافظ ابن الصلاح نے ان کا سن پیدائش غالباً سنہ ۲۰۳ھ یا ہے مگر بعد میں ابوعبداللہ نیشاپوری کی ایک تصنیف سے معلوم ہوا کہ سنہ ۲۰۶ھ تھا، ث حاکم نے سن وفات سنہ ۲۶۱ھ لکھ کر مدت عمر ۵۵ سال ذکر کی ہے۔ اس حساب سے ولادت سنہ ۲۰۶ھ ثابت ہوتا ہے اسی کو ابن الاثیر نے جامع الاصول کے مقدمہ میں ح فرمایا ہے۔

اسحاق بن راہویہ اور امام ذہلی نیشاپوری کے علاوہ عراق، حجاز، شام اور مصر ہ مقامات پر متعدد بار تشریف لے گئے۔ بغداد کا آخری سفر سنہ ۲۵۹ھ میں کیا اور وہاں ین محمد بن مہران اور ابوغسان سے سماعت کی۔ عراق میں امام احمد بن حنبل اور عبداللہ سلمہ سے استفادہ کیا۔ حجاز میں سعید بن منصور، ابومصعب وغیرہ سے روایتیں حاصل ا۔ مصر میں عمرو بن سواد اور حرملہ بن یحییٰ کے خرمنِ فیض سے خوشہ چینی کی۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ ے نیشاپور بہت کچھ استفادہ کیا۔

تلامذہ واصحاب

آپ کے تلامذہ میں امام ترمذی، ابوحاتم رازی، ابوبکر بن خزیمہ، ابراہیم بن طالب، ابن صاعد، ابوحامد بن الشرقی، ابوحامد بن حمدان، ابراہیم بن محمد بن سفیان ی مخلد، احمد بن مسلم، موسیٰ بن ہارون اور ابوعوانہ جیسے ائمہ فن داخل ہیں۔

تعداد روایات

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اپنی جامع میں ایسی تین لاکھ روایات سے انتخاب کیا ہے و آپ نے براہ راست اپنے شیوخ سے سنا، علامہ طاہر جزائری کے نزدیک

حذف مکررات کے بعد چار ہزار روایات ہیں۔ ابن صلاح کی تحقیق میں مکررات کے علاوہ بنیادی حدیثیں چار ہزار ہیں۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد صحیحین بخاری و مسلم کا مرتبہ ہے اور امت نے ان دونوں کو تلقی بالقبول کی ہے۔

تصانیف

۱۔ مسند کبیر — ۲۔ الاسماء والکنی
۳۔ جامع کبیر — ۴۔ کتاب العلل
۵۔ کتاب التمیز — ۶۔ کتاب الوحدان
۷۔ کتاب الاقران — ۸۔ کتاب عمرو بن شیث
۹۔ کتاب الانتفاع — ۱۰۔ کتاب مشائخ مالک
۱۱۔ کتاب مشائخ الثوری — ۱۲۔ کتاب مشائخ شعبہ
۱۳۔ کتاب الحضرین — ۱۴۔ کتاب اولاد صحابہ
۱۵۔ کتاب اوہام المحدثین — ۱۶۔ کتاب الطبقات
۱۷۔ کتاب رواۃ الاعتبار — ۱۸۔ کتاب السوالات

نواب صدیق حسن خاں نے انہیں شافعی شمار کیا ہے۔ صاحب الیانع الجنی لکھتے ہیں کہ آپ اصولی طور شافعی تھے۔ شیخ طاہر جزائری نے لکھا ہے کہ آپ امام شافعی وغیرہ اہل حجاز کے مسلک کی طرف مائل تھے۔

سنہ ۲۶۱ھ میں وفات پائی، نیشاپور کے باہر نصیر آباد میں دفن کئے گئے۔

شروح و حواشی

۱۔ المنہاج : ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (م سنہ ۶۷۶ھ)
۲۔ الابتہاج : ابن حجر قسطلانی شافعی (م سنہ ۹۲۳ھ)
۳۔ شرح صحیح مسلم : ملا علی قاری حنفی (م سنہ ۱۰۱۴ھ)
۴۔ مختصر شرح النووی : شمس الدین محمد بن یوسف قونوی حنفی
۵۔ المعلم بفوائد کتاب مسلم : ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری (م سنہ ۵۳۶ھ)

۶ : اکمال المعلم فی شرح مسلم : قاضی عیاض مالکی اندلسی (م سنہ ۵۴۴ھ)
۷ : شرح مختصر صحیح مسلم : عثمان بن عبد الملک (م سنہ ۷۳۶ھ)
۸ : شرح مختصر صحیح مسلم : محمد بن احمد الاسنوی (م سنہ ۷۶۸ھ)
۹ : المفہم : ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی مالکی (م سنہ ۶۵۶ھ)
۱۰ : شرح زوائد مسلم : عمر بن علی بن الملقن (م سنہ ۸۰۴ھ) شافعی
۱۱ : حاشیہ صحیح مسلم : برہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبی (م سنہ ۸۴۱ھ)
۱۲ : شرح صحیح مسلم : شیخ تقی الدین ابو بکر محمد الحصنی (م سنہ ۸۲۹ھ)
۱۳ : اکمال المعلم : امام عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی (م سنہ ۸۲۷ھ)
۱۴ : المفہم فی شرح غریب مسلم : امام عبد المفاخر بن اسماعیل فارسی (م سنہ ۵۱۹ھ)
۱۵ : شرح صحیح مسلم : علامہ عفیف الدین گازرونی (م سنہ ۸۵۸ھ)
۱۶ : شرح صحیح مسلم : عماد الدین عبد الرحمٰن بن عبد العلی مصری۔
۱۷ : الدیباج : امام جلال الدین سیوطی (م سنہ ۹۱۱ھ)
۱۸ : المعلم : شیخ ابو یوسف یعقوب لاہوری (م سنہ ۱۰۹۸ھ)
۱۹ : بقیۃ المسلم : شیخ سلمان آفندی۔
۲۰ : المطر الثجاج : ولی اللہ فرخ آبادی۔ (م سنہ ۱۲۴۹ھ) (بزبان فارسی)
۲۱ : حاشیہ صحیح مسلم : نور الدین محمد بن عبد الہادی سندھی حنفی (م سنہ ۱۱۳۸ھ)
۲۲ : عنایۃ المنعم : شیخ عبد اللہ بن محمد اماسی حنفی (م سنہ ۱۱۶۷ھ)
۲۳ : السراج الوہاج : نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد (م سنہ ۱۳۰۷ھ)
۲۴ : شرح صحیح مسلم : ابو عمرو عثمان ابن صلاح (م سنہ ۶۴۳ھ)
۲۵ : حاشیہ صحیح مسلم : مولانا احمد رضا خاں بریلوی (م سنہ ۱۹۲۱ء) غیر مطبوعہ
۲۶ : شرح صحیح مسلم : ابو الفرج عیسیٰ بن مسعود (م سنہ ۷۴۴ھ)
۲۷ : فتح الملہم : مولانا شبیر احمد عثمانی
۲۸ : شرح مسلم : مولانا غلام رسول سعیدی (کراچی) اردو

حضرت ابوحاتم رازی علیہ الرحمۃ جو اکابرین محدثین میں سے ہیں امام مسلم نور اللہ مرقدہٗ کو خواب میں دیکھا اور اُن کا حال دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

اسحاق بن راہویہ جیسے امامِ فن نے ان مختصر الفاظ میں پیشین گوئی "ای رجل یکون ہذا۔" خدا جانے یہ شخص کس بلا کا آدمی ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان کی تبحر علمی اور زہد تقوےٰ سے متاثر ہو کر ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا: "وعنی اقبل رجلیک یا سید المحدثین یا طبیب الحدیث فی العلل۔" [١]

---

[١] بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی ص ١٧٧ طبع کراچی
ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ١١٦ طبع کراچی ١٩٨٦ء
فوائد جامعہ، طبع کراچی ١٩٦٤ء
جامع الاصول من احادیث الرسول از ابن اثیر جزری (م ٦٠٦ھ) ص ١٠٩ (بیروت ١٤٠٢ھ)
الکمال فی اسماء الرجال ص ٦٢٧ طبع ملتان
کتاب الفہرست، ابن ندیم ص ٢٨٦ طبع کراچی۔
تذکرہ مصنفین درسِ نظامی، اختر راہی ص ٢٤٧ طبع لاہور
مرأۃ التصانیف از مولانا عبدالستار لاہوری طبع لاہور
تذکرۃ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی (کراچی)
صحیفہ اہلحدیث کراچی، حدیث نمبر
تاریخ بغداد، علامہ خطیب بغدادی، جلد ١٣
ہدیۃ العارفین، جلد ٢ ص ٤٣١ دارالفکر
تذکرۃ الحفاظ، علامہ ذہبی، جلد دوم
تہذیب التہذیب، جلد نمبر ١٠
اتحاف النبلاء ص ٤٢٠ از نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد)

باب ٣

سلسلۃ الذہب

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی تا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (م ٢٧٩ھ)

١ : مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی دامت برکاتہم

٢ : حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی مدظلہ العالی فیصل آبادی

٣ : حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ فیصل آبادی (م سنہ ١٣٨٢ھ)

٤ : حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١٣٦٢ھ)

٥ : اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں سنی حنفی قادری علیہ الرحمۃ (م سنہ ١٣٤٠ھ)

٦ : مولانا شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ (م سنہ ١٢٩١ھ)

٧ : حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١٢٧٩ھ)

٨ : امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١١٧٦ھ)

٩ : شیخ ابوطاہر کردی مدنی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١١٤٥ھ)

١٠ : شیخ ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١١٠١ھ)

١١ : شیخ سلطان مزاحی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١٠٧٥ھ)

١٢ : شیخ شہاب الدین احمد بن جلیل سبکی علیہ الرحمۃ (م سنہ ١٠٣٢ھ)

١٣ : شیخ نجم الدین محمد غیطی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٩٨٤ھ)

١٤ : شیخ زین الدین زکریا بن محمد انصاری علیہ الرحمۃ (م سنہ ٩٢٦ھ)

١٥ : شیخ عزیز الدین عبدالرحیم بن محمد بن الفرات القاہری الحنفی (م سنہ ٨٥١ھ)

١٦ : شیخ عمر بن ابی الحسن المراغی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٧٧٨ھ)

١٧ : شیخ فخر الدین ابن البخاری علیہ الرحمۃ (م سنہ ٦٩٠ھ)

١٨ : شیخ عمرو بن طبرزد بغدادی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٦٠٧ھ)

١٩ : شیخ عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سہل علیہ الرحمۃ (م سنہ ٥٤٨ھ)

٢٠ : شیخ قاضی ابو عامر محمود بن قاسم ابن محمد ازدی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٤٨٧ھ)

٢١ : شیخ ابو محمد عبدالجبار بن محمد بن عبداللہ بن ابی الجراح المروزی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٤١٢ھ)

٢٢ : شیخ ابوالعباس محمد بن محبوب المحبوبی المروزی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٣٤٦ھ)

٢٣ : شیخ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ (م سنہ ٢٧٩ھ)

امام ترمذی علیہ الرحمۃ سنہ ٢٠٩ھ میں علاقہ ترمذ میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کی طلب میں بصرہ، کوفہ، واسط، رے، خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے اور فن میں بہت سی تصانیف ان کی یاد کو تازہ کرتی ہیں، جامع ترمذی اور شمائل ترمذی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اپنے زمانے کے ہر خرمن حدیث سے استفادہ کیا۔ چنانچہ امام بخاری، امام مسلم، علی بن حجر مروزی، ہناد بن سری، قتیبہ بن سعید، ابوالاسحاق ابراہیم بن سعید جوہری، بشر بن آدم، جارود بن معاذ، امام حاتم، رجاء بن محمد، زیاد بن ایوب، سعید بن عبدالرحمٰن، ابن عبداللہ بن ذکوان، عباس بن عبدالعظیم، فضل بن سہل، محمد بن ابان بن وزیر نصر بن علی، ہارون بن عبداللہ اور یحییٰ بن کثم وغیرہ بڑے بڑے محدثین سے آپکو شرف تلمذ حاصل ہے۔

ابوحامد احمد بن عبداللہ مروزی، ہیثم بن کلیب شاشی، ابوالعباس محمد بن احمد ابن محبوب مروزی، احمد بن یوسف نسفی، عبد بن محمد، محمد بن محمود، داؤد بن نصر وغیرہ آپ کے مشہور تلامذہ ہیں۔

سنہ ٢٧٩ھ میں ترمذ میں انتقال فرمایا۔

حافظ ابوجعفر بن الزبیر نے تصریح کی ہے کہ اس کتاب کو امام ترمذی سے حسب ذیل حضرات نے روایت کیا ہے۔

١ : ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب ٢ : حافظ ابوسعید ہیثم بن کلیب شاشی متوفی سنہ ٣٣٥ھ، ٣ : ابوذر محمد بن ابراہیم ٤۔ ابو محمد حسن بن ابراہیم قطان ٥۔ ابوحامد احمد بن عبداللہ تاجر ٦۔ ابوالحسن دازری۔

جامع ترمذی کی مشہور شروح

۱ : عارضۃ الاحوذی از حافظ ابوبکر بن العربی مالکی متوفی سنہ ۵۴۶ھ
۲ : قوت المغتذی از علامہ جلال الدین سیوطی م سنہ ۹۱۱ھ
۳ : شرح ترمذی از ابو الطیب مدنی م سنہ ۱۱۰۹ھ
۴ : شرح ترمذی از شیخ سراج احمد سرہندی رح
۵ : نفع قوت المغتذی از علامہ دلمتی رح
۶ : شرح ترمذی از حافظ ابو الفتح محمد بن محمد بن سید الناس شافعی م سنہ ۷۳۴ھ
نوٹ : اس کا مکمل نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔
۷ : شرح ترمذی : از شیخ زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی م سنہ ۷۹۵ھ
۸ : شرح ترمذی : از شیخ سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی شافعی م سنہ ۸۰۵ھ
۹ : شرح زوائد ترمذی از سراج الدین عمر بن رسلان۔
۱۰ : حاشیہ ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی السندھی الحنفی م سنہ ۱۱۳۸ھ
۱۱ : تحفۃ الاحوذی از مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری (غیر مقلد)
۱۲ : حاشیہ از مولانا احمد رضا بریلوی م سنہ ۱۳۴۰ھ (قلمی)
۱۳ : العرف الشذی، مولانا انور شاہ کشمیری کے افادات۔
۱۴ : معارف السنن از مولانا محمد یوسف بنوری۔ [۱]

---

[۱] بستان المحدثین ص ۱۸۴
کتاب الفہرست ص ۲۳۳
تذکرۃ الحفاظ جلد دوم
جامع الاصول جلد اوّل
تہذیب التہذیب جلد ۹
البدایۃ والنہایہ جلد ۱۱
وفیات الاعیان جلد ۳
ظفر المحصلین ص ۱۴۴
مرأۃ التصانیف

باب ۴

سلسلۃ الذہب

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی تا امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ (م سنہ ۲۷۵ھ)

١ : مفتی محمد اشفاق احمد رضوی حنفی مدظلہٗ

٢ : مولانا غلام رسول رضوی فیصل آبادی دامت برکاتہم العالیہ

٣ : مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی فیصل آبادی علیہ الرحمۃ (م ١٣٨٢ھ)

٤ : مولانا الشاہ حامد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ (م ١٣٦٢ھ)

٥ : اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م ١٣٤٠ھ)

٦ : مولانا الشاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ دم ١٢٩٦ھ)

٧ : سراج الہند مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ١٢٣٩ھ)

٨ : حضرت مولانا شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمۃ دم ١١٧٦ھ

٩ : شیخ طاہر کردی مدنی علیہ الرحمۃ (م ١١٤٥ھ)

١٠ : شیخ حسن عجیمی علیہ الرحمۃ (م ١١١٣ھ)

١١ : شیخ عیسیٰ مغربی علیہ الرحمۃ (م ١٠٨٠ھ)

١٢ : شیخ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی علیہ الرحمۃ (م ١٠٦٩ھ)

١٣ : شیخ بدرالدین حسن کرخی نوراللہ مرقدہٗ

١٤ : حافظ ابوالفضل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م ٩١١ھ)

١٥ : شیخ محمد بن مقبل حلبی علیہ الرحمۃ (م ٨٧٠ھ)

١٦ : شیخ صلاح بن ابی عمر مقدسی علیہ الرحمۃ (م ٧٨٠ھ)

١٧ : شیخ ابوالحسن فخرالدین علی محمد بن احمد علیہ الرحمۃ (م ٦٩٠ھ)

١٨ : شیخ ابوحفص عمر بن محمد بغدادی علیہ الرحمۃ (م ٦٠٧ھ)

١٩ : شیخ ابراہیم بن محمد بن منصور کرخی علیہ الرحمۃ (م ٥٣٩ھ)

٢٠ : شیخ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (م ٤٦٣ھ)

٢١ : شیخ ابوعمر محمد قاسم بن جعفر بن عبدالواحد ہاشمی علیہ الرحمۃ (م ٤١٤ھ)

٢٢ : شیخ ابوعلی محمد بن احمد لؤلؤی علیہ الرحمۃ (م ٣٣٣ھ)

٢٣ : امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی علیہ الرحمۃ (م ٢٧٥ھ)

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ کی ولادت ٢٠٢ھ میں ہوئی۔ آپ نے بلادِ اسلامیہ میں عموماً اور مصر، شام، حجاز، عراق اور جزیرہ وغیرہا میں خصوصیت کے ساتھ کثرت سے گشت کرکے علمِ حدیث حاصل کیا۔ حفظِ حدیث، اتقانِ روایت، عبادت و تقویٰ اور صلاح واحتیاط میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ آپ امام احمد بن حنبل، قعنبی اور ابوالولید طیالسی کے شاگرد ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے علماء سے بھی روایت و سماع رکھتے ہیں ان سے امام ترمذی اور امام نسائی روایت کرتے ہیں۔ اُن کے شاگردوں میں سے چار شخص جماعت محدثین کے سردار و پیشوا ہوئے۔ ١۔ ابوبکر بن ابو داؤد ٢۔ لؤلؤی ٣۔ ابن الاعرابی ٤۔ ابن داسہ۔ اُن کے استاد امام احمد بن حنبل نے حدیث عتیرہ ان سے روایت کی ہے۔

تصانیف

ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے حسبِ ذیل کتابیں یادگار چھوڑیں ہیں۔

١ : السنن ابوداؤد
٢ : کتاب المراسیل
٣ ۔ الرد علی القدریہ
٤ : الناسخ والمنسوخ
٥ ۔ کتاب المسائل
٦ ۔ کتاب بدالوحی
٧ ۔ فضائل الانصار
٨ ۔ کتاب الدعاء
٩ ۔ کتاب شریعۃ التفسیر
١٠ ۔ فضائل الاعمال
١١ ۔ کتاب الزہد
١٢ ۔ دلائل النبوۃ
١٣ ۔ کتاب اخبار الخوارج
١٤ ۔ کتاب التفرد
١٥ ۔ کتاب التفسیر
١٦ ۔ کتاب نظم القرآن
١٧ ۔ کتاب فضائل القرآن
١٨ ۔ کتاب البعث والنشور
١٩ ۔ کتاب الشریعۃ المقاریٔ

٢٧٥ھ / ٨٨٩ء میں وصال ہوا۔

سنن ابوداؤد کا مختصر تعارف

امام ابوداؤد نے ۵ لاکھ مجموعہ میں سے صرف ۴ ہزار آٹھ سو احادیث کو منتخب کرکے اپنی سنن میں درج کیا ہے۔ مزید برآں ۶۰۰ مراسیل ہیں اور جمہور کے نزدیک مرسل حدیث قابل قبول ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جو صحیح ہوگی یا حسن!!

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ کا اپنا مشہور قول ہے کہ "ماسکت عنہ فہو صالح" جس حدیث سے میں سکوت اختیار کروں وہ قابل استدلال ہے۔

سُنن ابی داؤد کے تین نسخے مشہور ہیں:

۱ : نسخہ لؤلؤی (ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی)
۲ : نسخہ ابن داسہ (ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسہ التمار البصری)
۳ : نسخہ ابن الاعرابی (ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر)

سنن ابوداؤد کے حواشی و شروح

۱ : معالم السنن : ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم الخطابی (م ۳۸۸ھ)
۲ : مرقاۃ السعود : علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ)
۳ : المجتبیٰ : حافظ زکی الدین ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی البصری (م ۶۵۶ھ)
۴ : تہذیب السنن : شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی (م ۷۵۱ھ)
۵ : العجالہ : شہاب الدین ابومحمود احمد بن محمد بن ابراہیم مقدسی (م ۷۶۹ھ)
۶ : شرح سنن ابی داؤد : سراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعی (م ۸۰۴ھ)
۷ : شرح سنن ابی داؤد : شیخ ابوزرعہ ولی الدین احمد بن عبدالرحیم عراقی (م ۸۲۶ھ)
۸ : شرح سنن ابی داؤد (نامکمل) علاء الدین مغلطائی (م ۷۶۲ھ)
۹ : شرح سنن ابی داؤد : احمد بن حسین الرملی المقدسی شافعی (م ۸۴۴ھ)

۱۰ : شرح سنن ابی داؤد : قطب الدین ابوبکر بن احمد الیمنی الشافعی (م ۶۵۲ھ)
۱۱ : شرح سنن ابی داؤد : شیخ شہاب الدین بن رسلان
۱۲ : شرح سنن ابی داؤد : علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی الحنفی (م ۸۵۵ھ)
۱۳ : شرح سنن ابی داؤد : محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) نامکمل
۱۴ : غایۃ المقصود : شیخ شمس الحق ابوطیب عظیم آبادی۔
۱۵ : عون المعبود : شیخ محمد اشرف
۱۶ : فتح الودود : ابوالحسن بن عبدالہادی سندھی (م ۱۱۲۹ھ)
۱۷ : التعلیق المحمود : مولانا فخرالحسن صاحب گنگوہی۔
۱۸ : بذل المجہود : مولانا خلیل احمد سہارنپوری۔
۱۹ : حاشیہ ابوداؤد : مولانا احمد رضا بریلوی (م ۱۹۲۱ء) غیر مطبوعہ
۲۰ : ترجمہ سنن ابی داؤد (اردو) مولوی وحیدالزماں لکھنوی۔
۲۱ : ترجمہ سنن ابی داؤد (اردو) مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
۲۲ : فلاح وبہبود شرح ابوداؤد (اردو) مولانا محمد حنیف گنگوہی۔
۲۳ : المنہل العذب المورود۔ [۱]

---

[۱] تہذیب التہذیب جلد ۴
تذکرۃ الحفاظ جلد دوم
تاریخ بغداد جلد ۹
بستان المحدثین ص ۱۸۰
ظفر المحصلین ص ۱۲۳
اتحاف النبلاء ص ۲۵۶ ، فوائد جامعہ مطبوعہ کراچی۔
تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۳۸
ہدیۃ العارفین ص ۳۹۵ جلد اول دار الفکر۔
طبقات شافعیہ ، جلد دوم
مرآۃ التصانیف

علم الحدیث لہٗ فضل و منقبۃ
نال العلاء بہ کان معتنیا

(محدث دمیاطی علیہ الرحمۃ م ۷۰۵ھ)

باب ۵

سلسلۃ الذہب

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی مدظلہٗ العالی تا امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷۳ھ)

۱ : حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی حنفی دامت برکاتہم العالیہ
۲ : مولانا غلام رسول رضوی حنفی فیصل آبادی مدظلہ،
۳ : حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری حنفی فیصل آبادی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۳۸۲ھ)
۴ : مولانا الشاہ حامد رضا خاں بریلوی حنفی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۳۶۲ھ)
۵ : اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا سنی حنفی قادری (م سنہ ۱۳۴۰ھ)
۶ : حضرت مولانا شاہ آلِ رسول قادری مارہروی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۲۹۶ھ)
۷ : سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۲۷۹ھ)
۸ : امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۱۷۶ھ)
۹ : شیخ ابوطاہر مدنی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۱۴۵ھ)
۱۰ : شیخ احمد قشاشی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۰۷۱ھ)
۱۱ : شیخ احمد بن علی بن عبدالقدوس (م سنہ ۱۰۲۸ھ)
۱۲ : شیخ شمس الدین محمد بن احمد رملی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۰۴۱ھ)
۱۳ : شیخ زین الدین زکریا انصاری علیہ الرحمۃ (م سنہ ۹۲۶ھ)
۱۴ : شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۸۵۲ھ)
۱۵ : شیخ ابوالحسن علی بن ابی المجد دمشقی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۸۰۰ھ)
۱۶ : شیخ ابوالعباس احمد بن ابی طالب علیہ الرحمۃ (م سنہ ۷۳۰ھ)
۱۷ : شیخ انجب بن ابی السعادات بغدادی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۶۳۷ھ)
۱۸ : شیخ ابوزرعہ طاہر بن محمد مقدسی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۵۶۶ھ)
۱۹ : فقیہ ابی منصور محمد بن حسین بن احمد مقومی قزوینی (م سنہ ۴۸۴ھ)
۲۰ : شیخ ابوطلحہ قاسم بن المنذر الخطیب قزوینی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۵۰۹ھ)
۲۱ : شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ قطان علیہ الرحمۃ (م سنہ ۳۴۵ھ)
۲۲ : شیخ ابوعبداللہ محمد بن یزید المعروف ابن ماجہ قزوینی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۲۷۳ھ)

ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی ربعی علیہ الرحمۃ سنہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوالحسن علی بن محمد (م سنہ ۲۳۳ھ) ابوحجر عمرو بن رافع بجلی (م سنہ ۲۳۷ھ) ابوسلیمان اسماعیل، ابوموسیٰ ہارون بن موسیٰ بن حبان تمیمی (م سنہ ۲۴۸ھ) ابوبکر محمد بن ابی خالد قزوینی سے استفادہ کیا۔

ان کو عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، واسط، رے اور دوسرے اسلامی شہروں میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت وشناسائی رکھتے تھے۔ جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر، ابن نمیر، ہشام بن عمار اور اسی طبقہ دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔

تصنیفات

۱ : التفسیر ۲ : التاریخ : عہد صحابہ تا مصنف ۳ : السنن ابن ماجہ

سُنن ابن ماجہ کا مختصر تعارف

ایک ہزار پانچسو باب اور کل چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی نے ابن ماجہ کو طبقات کتبِ حدیث کے تیسرا درجہ میں شمار کیا ہے۔

شروح

۱ : شرح سنن ابن ماجہ : علاء الدین بن قلیج بن عبداللہ مغلطائی حنفی (م سنہ ۷۶۳ھ)
۲ : شرح سنن ابن ماجہ : علامہ ابن رجب زبیری (م سنہ ۷۹۵ھ)
۳ - ما تمس الیہ الحاجہ علی سنن ابن ماجہ : سراج الدین عمر بن علی بن الملقن - (م سنہ ۸۰۴ھ)
۴ - الدیباجہ فی شرح سنن ابن ماجہ : کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری (م سنہ ۸۰۸ھ)
۵ - شرح سنن ابن ماجہ : برہان الدین ابراہیم بن محمد (م سنہ ۸۴۱ھ)

۵۔ مصباح الزجاجہ : علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۹۱۱ء)

۶۔ شرح سنن ابن ماجہ : محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی (م سنہ ۱۱۳۸ھ)

۷۔ المجرد فی اسماء الرجال ابن ماجہ : امام ذہبی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۷۴۸ھ)

۸۔ انجاح الحاجہ : شیخ عبدالغنی بن ابی سعید مجددی حنفی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۲۹۵ھ)

۹۔ حاشیہ ابن ماجہ : مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ (م سنہ ۱۳۴۰ھ) (قلمی)

۱۰۔ تعلیقات ابن ماجہ : شیخ محمد فواد عبدالباقی

۱۱۔ المجرد فی اسماء الرجال ابن ماجہ : امام ذہبی علیہ الرحمۃ

۱۲۔ حاشیہ بر سنن ابن ماجہ : فخر الحسن گنگوہی۔

۱۳۔ مفتاح الحاجہ : شیخ محمد ہزاروی۔

ابن ماجہ علیہ الرحمۃ ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ/۱۸ فروری ۸۸۷ء کو قزوین (ایران) میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ المعتمد الی اللہ عباسی کا دور تھا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں :

"حافظ ابوزرعہ علیہ الرحمۃ نے بھی اس (کتاب) کی صحت پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں جن کی سندوں میں کچھ خلل ہے یا وہ متہم بالوضع یا شدید النکارۃ ہیں، تیس ۳۰ سے زائد نہ ہوں گی الخ"[۱]

---

۱ بستان المحدثین ص ۱۹۰ طبع کراچی۔
تذکرۃ مصنفین درس نظامی ص ۳۱ طبع لاہور ۱۹۷۸ء
ظفر المحصلین ص ۱۳۶ طبع کراچی ، فوائد جامعہ طبع کراچی
تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی علیہ الرحمۃ جلد ۲
تہذیب التہذیب، علامہ ابن حجر عسقلانی جلد ۹
البدایہ والنہایہ ، ابن کثیر، جلد ۱۱
مفتاح السعادۃ ، جلد دوم
اتحاف النبلاء ص ۸۱ ہم ، تذکرۃ المحدثین، علامہ غلام رسول سعیدی۔

باب ۶

سلسلۃ الذہب

مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی تا امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (م سنہ ۳۰۳ھ)

١ : حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق احمد حنفی قادری رضوی مدظلہٗ،

٢ : حضرت مولانا غلام رسول رضوی حنفی فیصل آبادی مدظلہٗ،

٣ : حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد حنفی قادری چشتی علیہ الرحمۃ (م ١٣٨٢ھ)

٤ : حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م ١٣٦٢ھ)

٥ : اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م ١٣٤٠ھ)

٦ : حضرت مولانا شاہ آلِ رسول قادری مارہروی علیہ الرحمۃ (م ١٢٩٦ھ)

٧ : سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز حنفی محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ (م ١٢٣٩ھ)

٨ : امام الہند مولانا شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی قدس سرہٗ (م ١١٧٦ھ)

٩ : شیخ ابوطاہر مدنی علیہ الرحمۃ (م ١١٤٥ھ)

١٠ : شیخ ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ (م ١١٠١ھ)

١١ : شیخ احمد قشاشی نور اللہ مرقدہٗ (م ١٠٧١ھ)

١٢ : شیخ احمد شناوی علیہ الرحمۃ (م ١٠٢٨ھ)

١٣ : شیخ محمد بن احمد رملی علیہ الرحمۃ (م ١٠٠٤ھ)

١٤ : شیخ زین الدین زکریا علیہ الرحمۃ (م ٩٢٦ھ)

١٥ : شیخ عبدالرحیم بن علی بن الفرات مصری علیہ الرحمۃ (م ٨٥١ھ)

١٦ : شیخ عمر بن ابی الحسن المراغی علیہ الرحمۃ

١٧ : شیخ فخر الدین ابن البخاری قدس سرہٗ (م ٦٩٠ھ)

١٨ : احمد بن محمد اللبان رحمۃ اللہ علیہ (م ٥٩٧ھ)

١٩ : شیخ ابوعلی حسن بن احمد الحداد علیہ الرحمۃ (م ٤٣٣ھ)

٢٠ : شیخ قاضی ابونصر احمد بن الحسین الکسار علیہ الرحمۃ (م ٤٣٣ھ)

٢١ : حافظ ابوبکر المعروف ابن السنی
احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری علیہ الرحمۃ (م ٣٦٤ھ)

٢٢ : شیخ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی علیہ الرحمۃ (م ٣٠٣ھ)

امام نسائی علیہ الرحمۃ خراسان کے مشہور شہر "نسا" میں ٢١٤ھ میں پیدا ہوئے۔ خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام، مصر اور ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں گشت کرکے بہت سے اکابر شیوخ علم حدیث حاصل کیا۔ مسلکاً شافعی یا حنبلی تھے۔ ٣٠٣ھ میں انتقال ہوا۔ مکہ معظمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان دفن ہوئے۔

تصنیفات

١۔ السنن الکبریٰ
٢۔ کتاب الضعفاء والمتروک
٣۔ کتاب الجمعہ
٤۔ عمل الیوم واللیلۃ
٥۔ کتاب المدلسین
٦۔ کتاب الجمعہ
٧۔ کتاب الاسماء والکنیٰ
٨۔ خصائص علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
٩۔ مسند علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
١٠۔ مسند منصور بن زاذان

السنن الکبریٰ کا مختصر تعارف

امام نسائی علیہ الرحمۃ جب سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی کتاب میں تمام صحیح حدیثیں ہیں، فرمایا نہیں اس میں حسن اور صحیح دونوں موجود ہیں۔ امیر نے کہا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر ہوں، میرے لیے ان سب کا مجموعہ مرتب کر دو انہوں نے "مجتبیٰ" تصنیف فرمائی، جو صحاح ستہ میں شامل ہیں۔

حافظ ابوعبداللہ بن رُشید (م ٧٢١ھ) فرماتے ہیں کہ یہ کتاب علم سُنن میں جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں ان سب میں تصنیف کے لحاظ سے انوکھی اور ترتیب کے اعتبار سے بہتر ہے۔

راویانِ سنن نسائی

١۔ امام نسائی کے صاحبزادہ عبدالکریم علیہ الرحمۃ
٢۔ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری علیہ الرحمۃ

۳ - ابوعلی حسن بن خضر اسیوطی علیہ الرحمۃ

۴ - حسین بن رشیق عسکری علیہ الرحمۃ

۵ - حافظ ابوالقاسم حمزہ بن محمد علی کنانی علیہ الرحمۃ (م ۳۵۷ھ)

۶ - ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن زکریا علیہ الرحمۃ

۷ - محمد بن معاویہ بن الاحمر علیہ الرحمۃ

۸ - ابوعبداللہ محمد بن قاسم قرطبی علیہ الرحمۃ (م ۳۲۸ھ)

۹ - امام احمد بن محمد بن المہندس علیہ الرحمۃ

۱۰ - ابوالحسن علی بن احمد طحاوی علیہ الرحمۃ (م ۳۵۱ھ)

شروح وتعلیقات

زہر الربی : امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (م ۹۱۱ھ)

حاشیہ نسائی : شیخ محمد بن عبدالہادی سندھی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۳۶ھ)

شرح نسائی : ابوحفص سراج عمر بن عمر بن علی بن محمد علیہ الرحمۃ (م ۸۰۴ھ)

حاشیہ نسائی : مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۴۰ھ) (قلمی)

الامعان فی شرح سنن نسائی : ابی عبدالرحمان ابوالحسن علی بن عبداللہ انصاری م ۵۶۷ھ

حاشیہ السنن النسائی : شیخ ابوعبدالرحمان محمد لکھوی -

حاشیہ : شیخ حسین بن محسن انصاری یمنی ۔ [1]

---

[1] تذکرۃ الحفاظ، جلد دوم ، بستان المحدثین صـ ۱۸۸

تہذیب التہذیب ، جلد اول ، ظفر المحصلین صـ ۱۵۲

تذکرۂ مصنفین درس نظامی صـ ۴۶ ، البدایہ والنہایہ جلد ۱۱

فوائد جامعہ طبع کراچی ، مرأۃ الجنان جلد دوم

مرأۃ التصانیف طبع لاہور ، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد دوم

اکمال فی اسماء الرجال ، تذکرۃ المحدثین ، طبع لاہور

جامع الاصول من احادیث الرسول ، ابن اثیر جزری م ۶۰۶ھ (بیروت)

تنظیم فضلاء غوثیہ جامع العلوم خانیوال کے عہدیدار

سرپرست : حضرت مولانا الحاج عبدالحمید صاحب چشتی

نائب سرپرست : حافظ محمد شکیل صاحب جامعی

صدر : حضرت مولانا قاری محمد منشاء احمد صاحب جامعی

نائب صدر : حضرت مولانا غلام یاسین صاحب جامعی (پاکپتنی)

جنرل سیکرٹری : حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب چشتی جامعی

جوائنٹ سیکرٹری : حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب جامعی

ناظم مالیات : حضرت مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جامعی

نائب ″ : حضرت مولانا احمد بخش صاحب جامعی

پریس سیکرٹری : حضرت مولانا رب نواز صاحب جامعی

— رابطہ کمیٹی —

حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب جامعی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب جامعی

حضرت مولانا حافظ محمد انور صاحب جامعی

حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب جامعی

حضرت مولانا حافظ محمد نواز صاحب رضوی جامعی

حکیم مولوی سید محمد عزیز غوث صاحب

ولدیت . . . . جناب حکیم مولوی سید شاہ محمد غوث صاحب

عمر . . . . تخمیناً ۳۲ سال

وطن . . . . بانس بریلی

آپ روشن خیال وسیع النظر نوجوان فاضل اور علوم مشرقیہ کے متبحر عالم ہیں جودت طبع وصفائی ذہن کے لحاظ سے آپ اہل فضل وکمال میں ممتاز ہیں آپنے علوم عقلیہ و نقلیہ کی کامل تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد جناب فضیلت مآب حضرت حاجی قاری مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی دام فیضہ سے فن ہیئت و حدیث و ریاضی وغیرہ کا استفادہ فرمایا اور پھر جناب ممدوح سے تفسیر حدیث اسماء رجال اصول عقاید اصول حدیث اصول فقہ فقہ جدل کلام نحو صرف معانی بیان بدیع منطق فلسفہ ہیئت حساب توقیت ہندسہ قرأت تجوید اخلاق سیر تواریخ لغت ادب وغیرہ علوم و فنون کثیرہ کی سند تکمیل واجازت حاصل کی اسی اثنا میں علم طب عم معظم جن کا تذکرہ جلد اول میں ہے جناب حکیم مولوی سید عبدالصمد سے سیکھا اب مطب میں معالجہ فرماتے اور طلبا کو درس دیتے ہیں نہایت دقیق مطالب سہل الفاظ اور برجستہ تقریر میں بیان کردینا آپکی خصوصیات میں سے ہے۔ تصنیف وتالیف سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں آپنے زمانہ تحصیل میں تصورات تہذیب کی نہایت شستہ شرح عربی میں تحریر فرمائی ہے اور عربی ادب کا ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا جو روزمرہ کے محاورات عرب سیکھنے کے لئے بیحد مفید ہے بعض کتب علوم کے حواشی اور حدیث و فقہ و کلام و طب کے ضخیم رسایل ذخیرہ علم میں نئی علمی تحقیق مدیدہ کا اچھا اضافہ کرتے ہیں آپ اکثر طبی رسایل پر مبسوط مباحث تحریر فرماتے ہیں علم عربی

معاشرے کے بگاڑ کے ذمہ دار کون؟

میرے خیال میں چار طبقے ہیں (۱) حکمران (۲) سیاسی قائدین وارباب دانش (۳) عوام (۴) علماء ومشائخ۔ درحقیقت ذمہ داری میں تمام طبقے برابر کے شریک ہیں۔ جس کے پاس جتنی اہلیت و استعداد ہے اس پر اسی قدر ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔

حکمرانوں کی ذمہ داری: اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمران حالات اور معاملات کی شکست وریخت کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جرائم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کی بحالی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کے منصبی فرائض میں داخل ہیں۔

سیاسی قائدین وارباب دانش کی ذمہ داری: سیاسی لیڈر اور دانش ور افراد کسی بھی ملک اور قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمارے سیاسی قائدین اور اربابِ دانش کا المیہ یہ ہے کہ وہ تعلیمِ مغرب اور تہذیبِ یورپ کے فریب خوردہ، وہ صرف اس قدر مسلمان ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے گو وہ بھی معاشرے کی زبوں حالی کے ذمہ دار ہیں، مگر ان سے خیر کی توقع بہت کم ہے۔

پاکستانی عوام: جہاں تک پاکستانی عوام کا تعلق ہے وہ بھی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ ملکی استحکام اور قومی تعمیر، ترقی عزت و وقار میں ان کا بھی کوشش کرنا بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ وہ بھی دین ودنیا اور احکام شریعت کے سلسلے میں عنداللہ جوابدہ ہیں۔ حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں کی کارستانیوں میں وہ بھی شامل ہیں کیونکہ انہوں نے ہی اپنے نااہل نمائندے منتخب کئے ہیں حکمران اور سیاست دان اسی عوامی معاشرے کے آئینے ہوتے ہیں۔

علماء ومشائخ کی ذمہ داری: علماء ومشائخ انبیاء علیہم السلام کے وارث اور نائب ہوتے ہیں جہادِ بالقلم اور جہادِ باللسان ان کا فریضہ ہے لیکن المیہ یہ ہوا کہ یہ دونوں گروہ اپنے اسلاف کی طرح مجاہدانہ روش اور روحانی کردار ادا کرنے سے عاجز و قاصر نظر آتے ہیں۔ علماء ومشائخ پر دین حق کے لیے غلبے اور روحانی تربیت کی بالادستی و ذمہ داری ایک امانت ہے جو ان پر واجب الادا ہے۔ (ناچیز محمد اسحاق چشتی)